

مناجات
مصنف
شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی
باہتمام
فقیر الٰہی بخش غلام عباس چیمہ
مترجم
محمد عبدالرشید قادری

اَللّٰھُمَّ خَلَقْتَنِیْ مَجَّانًا وَرَزَقْتَنِیْ مَجَّانًا فَاغْفِرْلِیْ مَجَّانًا اَنْتَ مَالِکٌ وَلَا تَاجِرٌ

الٰھی آفریدی مارا رایگاں، روزی دادی مارا رایگاں، بیامرز مارا رایگاں کہ تو خدائی نہ بازرگاں

میرے مالک تو نے ہم کو مفت میں پیدا کیا، مفت میں روزی دی پس مفت میں بخش بھی دے کہ تو مالک ہے تاجر تو نہیں

مناجات نامہ

و

رباعیات

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ

بہ ارشادِ محبت

فقیر باباجی غلام عباس چیمہ

ڈیرہ گنج بخشی، بلال گنج لاہور

مترجم

فقیر عبدالرشید قادری

انتساب

متلاشیانِ راہِ حق کے نام

نام کتاب	----------	مناجات
مصنف	----------	شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمتہ اللہ علیہ
بہ ارشادِ محبت	-------	فقیر غلام عباس چیمہ، لاہور
مترجم	----------	فقیر عبدالرشید قادری، لاہور
محرک	----------	حافظ خلیل احمد، گڑھی شاہو لاہور
بتعاون	----------	سید مشتاق حسین چشتی صابری، گوجرانوالہ
تصیح وکمپوزنگ	-------	حافظ محمد شفیق تبسم شاذلی، گوجرانوالہ
سرِ ورق	----------	حافظ محمد یونس چشتی، گوجرانوالہ
ناشر	----------	سرمد سٹریٹ ۳، مکان ۱۲ ڈیرہ گنج بخشی، بلال گنج لاہور
تعداد	----------	۱۰۰۰
تاریخ اشاعت	-------	رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، جون ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

سُبحَانکَ لَا عِلمَ لَنا اِلّا مَا عَلَّمتَنا اِنّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیم.

الٰہی! تیری حمد وثنا معصوموں سے تو بن نہ پڑی، آلودۂ عصیاں خطا کاروں سے کیسے ممکن ہے، جن کو تو نے ایمان وبصیرت عطا فرمائی وہ تو محوِ حیرت ہیں کہ تجھے کیا کہیں؟ پھر جو تیرے کوچہ سے نابلد اور ایمان وایقان سے محض ناآشنا ہیں کیونکر تیری تعریف میں لب کشائی کی جرأت کر سکتے ہیں؟ سنی سنائی، پڑھی پڑھائی اور سیکھی سکھائی عبارتوں اور باتوں سے کیسے تیری حمد وثنا ہو سکتی ہے اِس لئے تیری تعریف بھی تجھے ہی زیبا ہے کیونکہ اپنی ذات والاصفات کو بس تو ہی جانتا ہے، بندے صرف وہی کہہ سکتے ہیں جو تو نے اُنہیں بتایا اور سکھایا ہے۔

بعد ازاں کس منہ سے اُس رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، مقصودِ اوّلین وآخرین کا اسمِ پاک زباں پر لایا جا سکتا ہے کیونکہ زبان کثرتِ غیبت اور لایعنی باتوں کی وجہ سے اِس قابل کہاں؟

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

حمد ونعت دونوں ہی کسی کے بس میں نہیں کہ جان ودل، حواس وعقل، فہم ونطق اور زبان وبیان سب توفیق وارادہ کے پابند ہیں اور ضعیف البنیان انسان مالک کے غیر متناہی احسانات پر حاوی ہو سکتا ہے نہ آقائے دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کماحقہ سمجھ سکتا ہے۔

صفتِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو پوچھئے خدا سے شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بے حد و بے حساب رحمتیں، برکتیں ان کی آل اولاد، ازواج، اصحاب اوران کی ساری امت پر خصوصاً ان ہستیوں پر جن کی زندگیاں روح کو غذا پہنچاتی ہیں، اخلاق وعادات درست کر کے حسنِ اخلاق اور خدا پرستی کے دِل کشا چمنستان کی طرف لے جاتی ہیں۔ جن کے گلدستوں سے مشام جان معطر و معنبر ہو جاتے ہیں اور انہیں کے اوراق سے باغِ رضواں کی ہوائیں آتی ہیں اور انہیں کی شمیمِ جانفزا سے دل کی کلیاں کِھل کِھل جاتی ہیں۔

تعارف مصنف

درج بالا صفات کے حامل مقرب لوگوں میں سے ایک حضرت عبد اللہ انصاری ہرویؒ ہوئے جو اولیائے متقدمین میں ایک بڑے مقام پر فائز ہیں۔ ان کی ولادت ہرات میں حضرت ابومنصورؒ کے گھر ۳۹۶ھ میں ہوئی۔ اپنی خداداد صلاحیتوں سے آپ نے چودہ سال کی عمر میں ہی تمام علوم متداولہ سے فراغت پالی۔ آپ کے اساتذہ میں یحییٰ بن عمارؒ شیبانی، عبدالجبار جراحیؒ اور قاضی ابومنصور ازدیؒ جیسے جید علما شامل تھے۔ تحصیلِ علم میں آپ نے بہت تکالیف بھی اٹھائیں۔ ادھر سے فارغ ہوئے تو تزکیہ نفس اور روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یوں تو بچپن سے ہی اپنے والد گرامی کے ہمراہ اولیائے کرام کی مجالس میں جاتے رہتے تھے مگر اب جوانی میں انہوں نے جن بزرگوں سے کسب فیض کیا ان میں طاقی سجستانیؒ اور احمد بن محمد بن حمزہ المعروف شیخ عموؒ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ موخر الذکر، خواجہ ہرویؒ پر بے حد مہربان تھے اور ان کی دنیاوی ضرورتوں کے بھی کفیل تھے کیونکہ والد گرامی پہلے ہی ترک معاملات کر کے اپنے مرشد حمزہ عقیلیؒ کے پاس جا چکے تھے۔ شیخ عموؒ کے وصال کے بعد خواجہ موصوف کو

تنگدستی اور عسرت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان حالات سے بددل ہو کر آپ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ فرمالیا مگر راستہ میں ترکمانوں کی تاخت و تاراج کے سبب حج پر جانے والے قافلوں کو منزلِ مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی واپس لوٹنا پڑا۔ اس نامرادی سے واپسی کے دوران آپ کی ملاقات حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ سے ہو گئی۔ خواجہ ہرویؒ انہی کے ہو رہے اور اس طرح ان کی تربیت میں منازل سلوک طے کرتے رہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ نے بھی جوہر قابل کو پہچان کر آپ کو اپنی عنایات سے ایسا نوازا کہ ان کی رحلت کے بعد آپ ان کے جانشین بن گئے اور تلقین وارشاد کا کام شروع کر دیا۔

آپ کم و بیش بارہ ہزار احادیث مع اسناد کے حافظ تھے، عربی کے اسی نوے ہزار اشعار بھی ازبر تھے۔ علوم دینیہ پر ایسا عبور تھا کہ تفسیرِ ہروی کی تدوین فرمائی، اس کے علاوہ عربی فارسی میں بہت ساری تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ معتزلہ اور اشاعرہ کی حاسدانہ مخالفت کا بھی شکار ہوئے جنہوں نے آپ کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ حضرت خواجہ پر چونکہ عنایاتِ ازلی کا نزول تھا اس لئے آپ ہر آزمائش وابتلا سے کامیاب ہوئے۔ آپ کی رحلت ۴۸۱ھ میں ہرات میں ہوئی اور وہیں ان کا مزارِ مقدس مرجعِ خلائق ہے۔

سبب ترجمہ و اشاعت

محترم باباجی غلام عباس چیمہ صاحب کے پاس ایک بزرگ حافظ خلیل احمد صاحب تشریف لاتے رہتے ہیں۔ چند دن قبل وہ ایک رسالہ مناجات خواجہ عبداللہ

انصاریؒ مطبوعہ ایران پیش کر گئے۔ بابا جی نے مطالعہ کر لیا تو راقم کو بھی دستیاب ہوا۔ خیال گزرا کہ اس سے قبل ہمارے ایک پیر بھائی حافظ محمد افضل فقیرؒ نے آپ کی ایک کتاب صد میدان کا ترجمہ کیا تھا کیوں نہ اس مناجات کا ترجمہ کر کے متلاشیانِ حق تک پہنچایا جائے۔ ڈرتے ڈرتے اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ دو تین روز بعد بابا جی نے بھی ترجمہ کروانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو راقم نے عرض کیا کہ کام شروع کر دیا ہے۔ خوش ہوئے اور دیگر فارسی دان احباب سے رابطے کی کوشش فرماتے رہے۔ اسی دوران کام مکمل ہو گیا تو گوجرانوالہ سے مشفقی سید مشتاق حسین بخاری صابری صاحب اور حافظ محمد شفیق تبسم شاذلی صاحب بابا جی سے ملنے تشریف لائے۔ بابا جی نے مسودہ حافظ شفیق صاحب کے سپرد کر دیا کہ نظر ثانی فرمائیں اور جہاں ضروری ہو تصحیح بھی کر دیں۔ حافظ صاحب نے کمال شفقت سے نہ صرف نوک پلک درست فرمائی بلکہ کمپوزنگ بھی کر لائے۔

شکر گزار ہوں حافظ خلیل صاحب کا جو کتاب لائے، بابا جی غلام عباس چیمہ صاحب کا جن کی کاوش اور حوصلہ افزائی نہ ہوتی تو شاید یہ سطور قارئین تک نہ پہنچ پاتیں۔ حافظ محمد شفیق تبسم شاذلی صاحب کا جن کی عالمانہ رہنمائی، اور کمپوزنگ کی امداد کے بغیر میرے جیسے بے علم اور نا سمجھ کے لئے اس کام کی تکمیل ممکن نہ ہوتی۔ قبلہ سید مشتاق حسین بخاری صابری صاحب کی اخلاقی اور مالی معاونت کا جو ایسے کاموں میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اللہ کریم ان سب اصحاب و احباب کو اپنی خاص رحمت اور برکت سے نوازے۔

راقم نہ عالم و فاضل ہے نہ شاعر و ادیب۔ اور نہ ہی اس سے قبل کسی ایسے تجربہ سے گزرا ہے اس لئے اس سلسلہ میں جو اغلاط یا کوتاہیاں نظر آئیں تو معاف فرمائیں۔ اگر قابل اصلاح ہوں تو بخل سے کام نہ لیں اور مطلع فرمائیں۔ جو کچھ اس میں اچھا ہے وہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا ہے یا ان احباب کا جنہوں نے اس کی تکمیل میں کوشش فرمائی۔ جو بُرا یا غلط ہے وہ اس نالائق کا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ اللہ کریم اس ناچیز کو قبول فرمائے۔ بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فقیر عبدالرشید قادری

لاہور شریف۔ رجب ۱۴۳۳ھ

۰۳۲۱_۵۳۹۸۰۵۸

ضروری نوٹ

یہ کتاب فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے لہٰذا کتاب کے جملہ حقوق معاف ہیں، جو شخص بھی مفت چھپوا کر تقسیم کرنا چاہے اُس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، اللہ تعالیٰ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کی خیر فرمائے آمین!

مناجات

مناجات کا لفظی معنی تو "کان میں بات کرنا، پوشیدہ بات کرنا، تنہائی اور خلوت میں راز داری سے گفتگو کرنا" ہے مگر مناجات ایک ایسی حالت ہے جس کو لفظوں کا لباس پہنانا ممکن نہیں یہ بندے اور مولا کے مابین راز و نیاز کی ایک حالت ہے جس کی لذت اور کیف صرف وہی محسوس کرسکتا ہے جس پر یہ حال وارد ہے، جو راز و نیاز کر رہا ہے، الفاظ، عبارتیں اور بیانات اُس کیف کو بیان کرنے سے قاصر ہیں صد شکر کہ اُس ذات پاک نے بندوں کو اپنے ساتھ راز و نیاز کی اجازت دی ہے اور یہ فرما کر حوصلہ بڑھایا ہے: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن ۶۰) (مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) یہ بھی ارشاد ہوا: اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (نمل :۶۲)(وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے) ورنہ کہاں وہ بلند ذات اور کہاں یہ مشتِ خاک؟ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کائنات میں ایک ایسی بے عیب ہستی ﷺ ہے جو ذاتِ باری تعالی کی ذات وصفات کی مظہر ہے، وہ اپنی مرضی سے جو چاہیں، جب چاہیں، جیسے چاہیں نوازیں، ارشاد فرمائیں کسی کو پرسش کی مجال نہیں، مگر کچھ لوگوں نے خود ہی آپ ﷺ کی بارگاہ میں مناجات کرنا شروع کر دیں تو سبحان وقدوس ذات کو گوارا نہ ہوا تو ارشاد فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ

نَجْوٰیکم صَدَقَۃً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُ ؕ فَاِنْ
لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (المجادلۃ:۱۲)

(اے ایمان والو! جب تم رسول کریم ﷺ سے کوئی راز کی بات تنہائی میں عرض کرنا چاہوتو اپنی مناجات سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرلیا کرو، یہ عمل تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے پھر اگر خیرات کیلئے کچھ نہ پاؤ بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے)

یہ حکم آیا جس پر صرف مولا علی کرم اللہ وجہہ نے عمل کیا پھر اصحاب پر شفقت فرماتے ہوئے یہ حکم اُٹھالیا گیا۔

مقامِ غور ہے کہ رسولِ پاک کی بارگاہ میں مناجات کے آداب کا عالم یہ ہے تو ربِّ محمد ﷺ کی بارگاہ میں جان کی بازی لگائے بغیر کیسے بات ہوسکتی ہے۔ بہر حال کمال شفقت اور مہربانی کہ خالق کائنات نے اپنی جناب میں مناجات کو پسند فرمایا۔

حضرت خواجہ ہرویؒ کی مناجات واللہ اعلم بالصواب انہوں نے خود مرتب فرمائیں یا کسی نیازمند نے ہمّت کرلی، مناجات کنندہ کے انتہائی مقرب ہونے کا پتہ دیتیں ہیں ایسے لگتا ہے کہ موصوف نے اپنے محبوب کو سامنے بٹھا کر راز و نیاز کئے ہیں، کبھی اُس کی صفات ذکر کر کے اُن صفتوں کا اظہار طلب کیا ہے اور کبھی اپنی بے بسی و بے کسی عرض کر کے کرم کی بھیک مانگی ہے سچ مانگنے کا طریقہ آتا ہو تو وہ عطا کر ہی دیتا ہے، منانے کا ڈھنگ آتا ہو تو روٹھے ہوئے کو منا ہی لیا جاتا ہے

سرِ ورق پر ایک جملہ تو آپ نے ملاحظہ کرلیا، مشتے از خروارے چند جملے مزید ملاحظہ فرمائیں اور پھر شروع سے آخر تک ساری مناجات پڑھ کر اِنہیں اپنی

مناجات میں شامل کرلیں کہ وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ (سخیوں کے پیالے سے زمین کا بھی حصہ ہوتا ہے)

☆ بندے کی طرف سے تو غلطی اور لغزش ہی ہوتی ہے جبکہ تیری طرف سے عطا اور رحمت ہی آتی ہے۔

☆ دوسرے تو مستِ شراب ہیں اور میں مستِ ساقی ہوں، اُن کی مستی فانی ہے اور میری باقی۔

☆ میں جنت سے کیا موافقت کروں اور حور کے ساتھ کیا مشغول ہوں؟ مجھے ایسی آنکھ عطا فرما کہ ہر نظر کے ساتھ ایک جنت بنا ڈالوں۔

☆ اُس دستر خوان سے جو تو نے پاکوں کیلئے بچھایا ہے، مجھ بے سروسامان کا نصیب کہاں؟ اگر تیری نعمت عبادت کے بغیر نہیں ملتی تو پھر اس کو تجارت کہتے ہیں، تیری عطا اور مہربانی کہاں؟ اگر قیمت میں مزدوری چاہتا ہے تو میرے پاس کچھ نہیں اور اگر بے قیمت دیتا ہے تو میرا حصہ کہاں؟

☆ جب تجھے دیکھتا ہوں تو سب سے بڑا تاجدار ہوں اور تاج میرے سر پر ہے اور جب خود کو دیکھتا ہوں تو سب سے زیادہ خاکسار ہوں اور خاک میرے سر پر۔

☆ اگر جسم مجرم ہے تو دل تو فرمانبردار ہے، اگر بندہ گنہگار ہے تو تیرا کرم تو سفارشی ہے۔

☆ میں اس گناہ کا غلام ہوں جو مجھے معذرت تک لائے اور اُس عبادت سے بیزار ہوں جو مجھے متکبر بنائے۔

☆ اُسے ردّ نہ کر جسے تو نے خود بلایا ہے، اُس جرم کو ظاہر نہ کر جو تو نے خود چھپائے ہیں۔ اے کریم! تیرے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والا بھی تو ہی ہے، وہ کر جس کے تو لائق ہے وہ نہ کر جس کے ہم سزاوار ہیں۔

☆ ہم اتنے سستے نہ تھے کہ تو ہمیں چن لیتا، اور نہ مہنگے تھے کہ تو نے غلطی سے چُنا، بلکہ تو نے خود ارزاں کر کے برگزیدہ کیا اور ہمارا ہر عیب دیکھ کر بھی اُسے چھپالیا۔

☆ ہم غافل ہیں کافر تو نہیں۔ اے بے نیاز! اپنی بارگاہ میں فریاد کرنے والوں کی برکت سے اور تیری ہیبت سے پگھلنے والوں کی برکت سے، تیرے جلال سے حیران ہونے والوں کی برکت سے اور تیرے قہر سے مقہور لوگوں کی برکت سے ہمیں ہدایت کے صحرا میں لے آ اور اس وحشت کی جگہ سے روضۂ اقدس تک پہنچا۔

مقامِ احتیاط مناجات میں چند مقامات ایسے ہیں جن کے محرمِ راز حضرت خواجہ ہردویؒ ہی ہیں کیونکہ یہ انہیں کی واردات ہیں، اگر کسی مقام کی قاری کو سمجھ نہ آئے تو شک میں نہ پڑے بلکہ میرے ساتھ مل کر یہ شعر پڑھے اور بس!

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

صالحین سے محبت کرتا ہوں حالانکہ اُن میں سے نہیں ہوں اس امید پر کہ اللہ مجھے بھی صالح بنادے۔

حافظ محمد شفیق تبسم شاذلی

اروپ شریف، گوجرانوالہ

مناجات

یارب دلِ پاک و جانِ آگاہم دہ　　آہِ شب و گریۂ سحر گاہم دہ
در راہِ خود اوّل زخودم بیخود کن　　بیخود چو شدم زخود بخود راہم دہ

اے پروردگار !پاک دل اور باخبر جان عطا کر۔ رات کی آہ وزاری اور بوقتِ سحر رونا دھونا عطا کر۔ سب سے پہلے اپنی راہ میں مجھے خود سے بیگانہ کر دے، جب بیخود ہو چکوں تو اپنی جناب سے خود ہی مجھے راہ عطا کر۔

الٰھی !تو بے مثل و یکتا ہے، خود سے قائم طاقتور ہے، سب چیزوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے، تمام حالات جاننے والا ہے، ہر عیب سے صاف اور شرک سے پاک ہے، ہر دوا کی اصل اور دلوں کا دارُو ہے، فرمان جاری کرنے والا شہنشاہ اور کبریائی کے تاج سے معزز ہے اور تمام مخلوقات کی ملکیت (عارضی) تجھ تک پہنچتی ہے۔

الٰھی !تیرا نام ہمارا جواز (اجازت نامہ) ہے، تیری محبت ہی ہماری جمع پونجی ہے تیری پہچان ہی ہماری جائے پناہ اور تیرا کرم ہی ہمارے لئے ظاہر ہے۔

الٰھی !تو کمزوروں کی پناہ، قاصدوں کو راستہ دکھانے والا، مومنوں کے لئے گواہ، وہ کتنا پیارا ہے جسے تو چاہتا ہے؟

الٰھی !اے مدد کے بغیر پیدا کرنے والے، اے واحد بغیر عدد کے، اے اول بغیر آغاز کے، اے آخر بغیر انتہا کے، اے ظاہر بغیر صورت کے، اے باطن بغیر سیرت کے اے زندہ بغیر کمی کے، اے عطا کرنے والے بغیر فکر کے، اے بخشش کرنے والے بغیر احسان کے، اے رازوں کو جاننے والے، اے آوازوں کو سننے والے، اے نمازوں کو

دیکھنے والے، اے نیازوں کو قبول کرنے والے، اے ناموں کو پہچاننے والے، اے قدموں کو پہنچانے والے، اے رکاوٹوں سے پاک، اے حقیقتوں پر آگاہ، اے مخلوقات پر مہربان! ہماری معذرت قبول فرما کہ تو غنی اور ہم فقیر ہیں اور ہمارے عیبوں پر گرفت نہ فرما کہ تو طاقتور اور ہم حقیر ہیں۔ بندے کی طرف سے تو غلطی اور لغزش ہی ہوتی ہے جبکہ تیری طرف سے عطا اور رحمت ہی آتی ہے۔

الٰھی ! خوش بختی ہے کہ دوستوں کے دل تیری توحید کی پناہ میں ہیں۔ کس قدر کامیابی ہے کہ بندوں کی جان تیری تقدیر کے صدف میں ہے۔ تو قہار ہے کہ تیرے سامنے کسی کا کوئی حیلہ نہیں چلتا، تو جبار ہے کہ متکبروں کو تیرے مقابلے کی تاب نہیں ہے۔ تو حکیم ہے کہ تیرے ہانکے ہوئے تیری بلا سے بچ نہیں سکتے، تو کریم ہے کہ بندوں کی تیرے سوا کوئی سند نہیں ہے۔ اپنی نگاہ میں رکھ تاکہ ہم پریشان نہ ہوں اور اپنی راہ پر چلا تاکہ ہم بھٹکتے نہ رہیں۔

الٰھی ! تو جلال میں رحمان اور کمال میں سبحان ہے ، نہ زمانے کا محتاج نہ مکان کا آرزومند، نہ کوئی تجھ سے ہے نہ تو کسی سے ہے، ظاہر ہے کہ تو ہی جان کے اندر ہے بلکہ جان جس سے زندہ ہے وہ تو ہی ہے۔

الٰھی ! میں وہ دن کیسے واپس لاؤں کہ تو ہمارے لئے تھا اور میں نہ تھا تو پھر اُس دن تک کیسے پہنچوں کہ آگ اور دھوئیں کے درمیان ہوں، اگر دو جہان کے بدلے بھی وہ دن پالوں تو فائدہ میں ہوں، اگر ہو تو خود کو پالوں اور اگر نہ ہو تو بھی خوش رہوں۔

الٰھی ! جس چیز کو تو نہ چاہے وہ کیسے حاصل ہو اور جسے تو نہ بلائے وہ کیسے آئے؟ نہ بوئے ہوئے کو پانی سے کیا؟ اور نہ پکارے ہوئے کو جواب کیا؟ کڑوے کا کیا فائدہ

اگر میٹھا پانی اس کے پاس ہو، کانٹے کو کیا حاصل چاہے پھول کی خوشبو اس کی بغل میں ہو۔

الٰهی !جس نے تجھے پہچان لیا اور تیری محبت کا جھنڈا لہرایا اُس نے تیرے سوا جو کچھ تھا سب پھینک دیا۔

آنکس کہ ترا شناخت جان راچہ کند　　فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی　　دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

جس کسی نے تجھے پہچان لیا وہ جان کو کیا کرے؟ بال بچے اور خاندان کو کیا کرے؟ دو جہان عطا کر کے تو اُسے دیوانہ کر دیتا ہے مگر تیرا دیوانہ دو جہان کو کیا کرے؟

الٰهی !جو کوئی تجھے پہچان لے اُس کا کام باریک ہے اور جو تجھے نہ پہچانے اس کا راستہ تاریک ہے، تجھے پہچاننا تجھ سے رہائی پانا ہے اور تجھ سے جڑ جانا اپنے آپ سے گذر جانا ہے۔

الٰهی !میرے سامنے آراستہ ہو کر آ میں تجھے خرید لوں اور دو جہاں کو چھوڑ کر تیری جناب کی دوستی اختیار کر لوں

الٰهی !اگرچہ میں زیادہ عبادت گذار نہیں ہوں مگر دونوں جہاں میں تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

الٰهی !جب سے میں تجھ سے آشنا ہوا ہوں مخلوق سے جدا ہو گیا ہوں اور دونوں جہانوں میں تیرا عاشق ہو گیا ہوں، پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا ہوں۔

الٰهی !حکمِ ازل کے ساتھ بندہ کیا بجالائے، جب کسی چیز پر وہ قدرت نہیں رکھتا تو کیا ہونا چاہئے؟ بندے کی کوشش کیا ہے؟ تیری چاہت کا کام ہے، اپنی کوشش سے

اپنی نجات کیسے ہوسکتی ہے؟

الٰهی !اے کرم کے لائق، اے جہاں کونوازنے والے، نہ تیرے بغیر کوئی خوشی ہے اور نہ تیری یاد کے ساتھ کوئی غم ہے، دشمن کا سفارشی، گواہ اور فیصلہ کرنے والا۔

الٰهی !تو دوستوں کو دشمنوں کے حوالے کردیتا ہے۔ درویشوں کو رنج وغم دیتا ہے، بیمار کرتا ہے اور خود ہی شفا خانہ بن جاتا ہے، تھکا دیتا ہے اور خود ہی علاج کرتا ہے، خاک سے آدمی بناتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سے احسان کرتا ہے، سب کے سامنے سعادت مند کرتا ہے اور اُسے جنت الفردوس کا مہمان بناتا ہے، اس کی مجلس کو رضوان کا باغیچہ بناتا ہے، اُس کے ساتھ گندم نہ کھانے کا عہد کرتا ہے۔ اور اُس کا گندم کھانا علمِ غیب میں مخفی رکھتا ہے۔ اُس وقت اُسے قید میں ڈال دیتا ہے اور کئی سال رُلاتا ہے تو جبار ہے اور جباروں والے کام کرتا ہے، تو مالک ہے اور مالکوں والے کام کرتا ہے تو سرزنش اور جنگ سب دوستوں کے ساتھ کرتا ہے

الٰهی !سامنے سے خطرہ ہے اور پیچھے سے میرا کوئی راستہ نہیں۔ میرا ہاتھ پکڑ کہ تیرے سوا میری کوئی پناہ نہیں، میرا ہاتھ تھام کہ کوئی میرا ہاتھ تھامنے والا نہیں، میری معذرت قبول کر کہ میں بھاگنے والا نہیں۔

الٰهی !میں نے سب سے جدا کر کے خود کو تجھ سے وابستہ کرلیا ہے اگر تُو رکھے تو تجھے پوجتا ہوں اور اگر نہ رکھے تو خود کو پوجتا ہوں، مجھے ناامید نہ کر میرا ہاتھ پکڑ لے۔

الٰهی !اے انجام پر نظر رکھنے والے، اے خوب قریب، اے اچھائی کرنے والے اور اچھا نظر آنے والے، اے ہر پھر جانے والے کو راہ دکھلانے والے، اے ہر بیچارے کے چارہ گر، اے ہر آوارہ کو لے آنے والے، اے ہر بکھرے ہوئے کو جمع

کرنے والے، اے ہر گرے ہوئے کو اُٹھانے والے! ہمارا ہاتھ پکڑ اے معاف کرنے والوں کو معاف کرنے والے۔

الٰھی ! کام وہ کر سکتا ہے جو تجھ سے کام رکھے، دوست وہ رکھ سکتا ہے جو تجھ جیسا دوست رکھے، ہر وہ شخص جو دونوں جہاں میں تجھے رکھتا ہو وہ کس طرح تجھے چھوڑ دے؟

الٰھی ! میں سر میں طویل آہ و بکا رکھتا ہوں، نہیں جانتا کہ حسرت سے روتا ہوں یا ناز سے، حسرت کا رونا ہر یتیم کا ہے اور شمع کا رونا ناز سے ہے، ناز سے رونا ایسا ہے کہ اس کا قصہ طویل ہے۔

الٰھی ! کسی قدر تیری یاد پر نازاں ہوں بس اتنا ہی کافی ہے کہ تیری صحبت حاصل کر لوں۔

الٰھی ! تیری یاد کے بغیر نہ کوئی دل اور نہ تجھے پائے بغیر کوئی جان، پس دل و جان کے بغیر کیسے زندگی گذاروں؟

الٰھی ! تیری یاد دل اور زبان کے درمیان ہے اور تیری محبت سر اور جان کے درمیان۔

الٰھی ! اچھی طرح جانتے ہیں کہ سب سے پہلے تو ہی تھا، ہم نہ تھے۔ تیرا کام تو ہی کرتا تھا ہم نہ کرتے تھے۔ تقسیم تو نے خود ہی کی اور اپنا رسول ﷺ بھیجا۔

الٰھی ! جو کچھ بن مانگے تو نے ہمیں عطا کیا وہ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے تباہ نہ کر، ہمارے ساتھ جو بھی بھلائی تو نے کی ہمارے عیبوں کی وجہ سے ہم سے علیحدہ نہ کر، جو کچھ ہمارے لائق تو نے بنایا ہماری لغزشوں کی وجہ سے ہم سے جدا نہ کر۔

الٰھی !جو کچھ ہم نے خود کاشت کیا اس کا پھل نہ لا اور جو کچھ تو نے ہمارے لئے بویا ہماری آفت اُس سے دور رکھ۔

الٰھی ! کچھ لوگ قریب سے تیرا پتہ دیتے ہیں تو اس سے برتر ہے اور کچھ تجھے دور سمجھتے ہیں حالانکہ تو جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔اے جواں مردوں کی جانوں میں موجود، ذکر کرنے والوں کے دلوں میں حاضر۔اے بادشاہ! تو وہ ہے جو تو نے خود فرمایا اور جیسا تو نے فرمایا تو ویسا ہی ہے۔

الٰھی !اس دربار میں ہم سب نیاز مند ہیں، کسی دن اپنی شرابِ محبت کا قطرہ ہمارے دل میں ڈال دے تاکہ وہ ہمیں آب و آتش میں ملا دے۔

الٰھی !دوسرے تو مستِ شراب ہیں اور میں مستِ ساقی ہوں، اُن کی مستی فانی ہے اور میری باقی۔

مست تو ام از جرعۂ و جام آزادم　　　مرغِ تو ام از دانہ و دام آزادم

مقصودِ من از کعبہ و بتخانہ توئی تو　　　ورنہ من از ایں ہر دو مقام آزادم

میں تیرا مست ہوں، گھونٹ اور پیالے سے آزاد ہوں، میں تیرا پرندہ ہوں، دانہ و جال سے آزاد ہوں۔کعبہ اور بتخانہ سے میرا مقصود تو ہی ہے ورنہ میں تو ان دونوں مقاموں سے آزاد ہوں۔

الٰھی !ایک زمانے تک میں تجھے ڈھونڈتا رہا تو خود کو پاتا رہا، اب خود کو تلاش کرتا ہوں تو تجھے پاتا ہوں۔

الٰھی !جب سے تیری محبت کا اثر آیا ہے، ہماری دوسری محبتیں ختم ہو گئیں۔

الٰھی !اے مہربان، فریاد کو پہنچنے والے! پیارا وہی ہے جو تجھ سے یک نفس ہوا ایسا

یک نفس کہ اُسے اس کے بعد حجاب نہ آئے۔

الٰھی ! کبھی خود کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ لاچار اور کون ہے؟ کبھی تجھے دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ عظیم کون ہے؟ (کہ تجھ سے منسوب ہوں)

الٰھی ! اے لائقِ کرم، اے جہان کو نوازنے والے! تیرے وصل کے ہوتے ہوئے رنج کوئی نہیں اور تیری یاد کے ہوتے ہوئے غم کوئی نہیں۔

الٰھی ! تیرے شکر کی ادائیگی کیلئے کوئی زبان ہے ہی نہیں، تیرے فضل کے دریا کا کوئی کنارہ ہی نہیں، تیری حقیقت کا راز کسی پر بھی ظاہر نہیں، ہمیں ہدایت فرما، رہائی عطا کر کہ اس سے بہتر کچھ نہیں۔

یا رب ! سیدھے راستے کی نشانی چاہتا ہوں، آب و خاک کی شراب سے جان چاہتا ہوں، اپنی نعمت سے تو نے اس قدر سرفراز کیا پس تیری شکر گذاری کیلئے زبان چاہتا ہوں۔

الٰھی ! ہم غافل ضرور ہیں کافر نہیں۔ حفاظت فرما تا کہ ہم پریشان نہ ہوں اور ہمیں راستے پہ رکھ تا کہ ہم بھٹکتے نہ رہیں۔

الٰھی ! پسندیدہ لوگوں نے تجھے تیرے ذریعے تلاش کیا تو تجھ سے واصل ہو گئے اور ناپسندیدہ لوگوں نے تجھے خود سے تلاش کیا تو تجھ سے کٹ کے رہ گئے۔ نہ وہ جو تجھ سے واصل ہوئے، شکر تک پہنچے اور نہ وہ جو تجھ سے کٹ گئے، معذرت تک پہنچے۔

الٰھی ! یہ سب نوازشیں ہمارے لئے تیری طرف سے ہیں کہ ہر سانس میں اتنا سوز اور نور۔ تیرا مطلب ظاہر ہے، تیرے جیسا مالک و مولا کون ہے؟ اور تیرے جیسا دوست کہاں؟

الٰهی !میں نے خود ہی کیا اور خود ہی خرید کیا، اپنی آگ اپنے اوپر خود ہی روشن کی۔ دوستی سے آواز دی اور پہلے دل وجان سے ناز بجالایا۔ اب جبکہ گہرے پانی میں ہوں۔ میرا ہاتھ پکڑ اگر چہ میں گر پڑا ہوں۔

ہر روز من از روز پسین یاد کنم　　بر درِ گنہ ہزار فریاد کنم

از ترس گناہ خود شوم غمگین باز　　از رحمتِ اُو خاطر خود شاد کنم

ہر روز میں پچھلے دن کو یاد کرتا ہوں اور درِ گناہ پر ہزار بار فریاد کرتا ہوں پھر گناہ کے خوف سے خود ہی غمگین ہو جاتا ہوں۔ اُس کی رحمت سے دل کو خوش کرتا ہوں۔

الٰهی ! کیا یاد کروں؟ کہ خود سراپا یاد ہو گیا ہوں، میں نے اپنے کھلیان کا نشان خود ہی آندھی کے سپرد کر دیا ہے، یاد کرنا کسب ہے اور فراموش نہ کرنا ایسی زندگانی ہے جو دونوں جہان اور کام کاج سے بلند ہے جیسا کہ تو جانتا ہے۔

الٰهی ! چند بار تیرے شغل سے تیری یاد کو اختیار کیا، اور پھر ایک بار اپنی یاد کے ساتھ تجھ پر ناز کیا۔ اب جبکہ یاد کو پہچان گیا ہوں تو خاموش ہو گیا ہوں کیونکہ میرے جیسا کون ہے؟ جو اس مرتبہ کے لائق ہو۔ فریاد ہے ناپ تول کی یاد سے، وقت کے ساتھ دیدار سے، نشان کے ساتھ واقفیت سے اور پیغام کے ساتھ دوستی سے۔

الٰهی ! کام وہ شخص کرتا ہے جو طاقت رکھے، عطا وہ شخص کرتا ہے جس کے پاس کچھ ہو۔ پس بندے کی کیا طاقت ہے اور اس کے پاس کیا ہے؟

الٰهی ! تو نے جو سیا میں نے پہن لیا اور جو کچھ تو نے جام میں ڈالا میں نے وہ پی لیا، جو کوشش میں نے کی اُس سے کچھ نہیں ہوا۔

الٰهی ! تیری طاقت جیسی کس کی طاقت ہے؟ تیری تعریف کیلئے کس کے پاس

زبان ہے اور تیری مہربانی کے بغیر کس کا سر اور جان ہے؟

الٰھی ! تیری پہچان سے ہی ہم زندہ ہیں، تیری مدد سے ہی ہم خوش ہیں، تیرے کرم پر ہی ہم ناز کرتے ہیں اور تیری عزت سے ہی ہم معزّز ہیں۔

الٰھی ! ہم تجھ سے ہی زندہ ہیں کسی وقت بھی کیسے مر سکتے ہیں؟ ہم تجھ سے ہی شادمان ہیں تو کیسے غمگین ہو سکتے ہیں؟ ہم تجھ پر ہی ناز کرتے ہیں تو تیرے بغیر کیسے زندگی بسر کر سکتے ہیں؟ ہم تجھ ہی سے معزز ہیں کسی وقت بھی کیسے ذلیل ہو سکتے ہیں؟

الٰھی ! وہ کیسے غم کرے جو تجھے رکھتا ہو اور کس کو زیب دیتا ہے کہ تیری تعریف نہ کرے۔ آزاد ہے وہ جان جو تیری یاد میں لگی ہو، آباد ہے وہ دل جو تیری مہربانی پر ناز کرتا ہو اور خوش ہے وہ شخص جو تجھ سے عہد و پیمان باندھے ہوئے ہو۔

ما را سر و سودای کس دیگر نیست　　در عشقِ تو پروای کس دیگر نیست

جز تو دگری جای نگیرد در دل　　دل جای تو شد جای کس دیگر نیست

ہمیں کسی اور کا خیال اور لگن نہیں ہے، تیرے عشق میں کسی دوسرے کی پرواہ نہیں ہے، تیرے بغیر دل میں کسی اور کی جگہ نہیں ہے، دل تیرا ٹھکانہ ہے کسی اور کی جگہ نہیں ہے۔

الٰھی ! جو کوئی تیرا متلاشی ہو اُسے اُسی قدر دلیری چاہئے یا ناکامی کی تلوار سے قتل ہو جانا چاہئے، جو تیرا قصد کرے اُس کا دن ایسا ہی ہے یا درویش کا حصہ خود ایسا ہی ہے۔

الٰھی ! سب تیرے ہجر میں جل رہے ہیں اور دیدار کے طالب ہیں، جب محبوب صاحبِ نظر ہو تو طالب کو آرام اور صبر سے کیا کام؟

الٰھی ! میں جنت سے کیا موافقت کروں اور حور کے ساتھ کیا مشغول ہوں؟ مجھے

ایسی آنکھ عطا فرما کہ ہر نظر کے ساتھ ایک جنت بنا ڈالوں۔

الٰھی !جنت کے پھول عارفوں کی نظر میں کانٹے ہیں اور تیرے متلاشیوں کو جنت سے کیا کام؟

الٰھی !بہشت اگر بہت پسندیدہ ہے تو تیرے دیدار کے بغیر تکلیف دہ ہے۔

الٰھی !جنت تیرے دیدار کے بغیر قید خانہ ہے اور قیدی کو قید میں لے جانا کریموں کا کام نہیں۔

الٰھی !اگر تو دوزخ میں بھیجے تو میں پارسائی کا دعوے دار نہیں اور اگر جنت میں بھیجے تو تیرے جمال کے بغیر اس کا بھی خریدار نہیں۔ ہماری طلب پوری فرما کہ تیرے وصال کے سوا کسی چیز کا طلبگار نہیں۔

روزِ محشر عاشقاں را با قیامت کار نیست　　　کارِ عاشق جز تماشای وصالِ یار نیست

از سرِ کویش اگر سُوئے بہشتم میبرند　　　پائے تہم کہ در آنجا وعدۂ دیدار نیست

روزِ محشر عاشقوں کو قیامت سے کیا کام؟ عاشق کا کام تو وصالِ یار کے تماشا کے سوا کچھ نہیں، اُس کے کوچے سے اگر مجھے بہشت کی طرف لے جائیں تو میں وہاں پاؤں بھی نہ رکھوں جہاں وعدۂ دیدار نہیں ہے۔

الٰھی !تو نے ہم کو ''جاہل'' کہا تو جاہل سے سوائے خطا کے کیا ہو سکتا ہے؟ تو نے ہمیں ''ضعیف'' کہا تو ضعیف سے دیوانگی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

الٰھی !تو نے ہمیں پکڑا تو کسی نے نہ کہا کہ چھوڑ دے، اب جب تو نے پکڑ لیا ہے تو ہمیں نہ چھوڑ اور اپنے لطف و کرم کے سائے میں رکھ۔

الٰھی !عارف تجھے تیرے نور سے جانتا ہے اور وجود کی کرن سے بندش نہیں کر

سکتا۔توحید پرست تجھے قرب کے نور سے پہچانتا ہے اور آگ میں جلتا ہے، مسکین وہ ہے جو تجھے تیری کاریگری سے پہچانتا ہے، درویش وہ ہے جو تجھے دلائل سے تلاش کرے مگر مصنوعات سے اسے تلاش کرنا چاہیے جواُن میں سما جائے اور دلائل سے اُسے چاہا جائے جواُسے زیب دیں۔

الٰهی !تو جانتا ہے میں کس قدر خوش ہوں، اس وجہ سے نہیں کہ میں اپنے آپ کو تجھ پر فریفتہ کر چکا ہوں، تو نے چاہا، میں نے نہیں چاہا، میں نے سرہانے دولت دیکھی جب نیند سے بیدار ہوا۔

الٰهی !میرے جیسا کون ہے جو اس کام کے لائق ہوتا، میرے لئے یہی بہت ہے کہ تیری محبت اختیار کرلی۔

الٰهی !اُس دستر خوان سے جو تو نے پاکوں کیلئے بچھایا ہے، مجھ بے سروسامان کا نصیب کہاں؟ اگر تیری نعمت عبادت کے بغیر نہیں ملتی تو پھر اس کو تجارت کہتے ہیں، تیری عطا اور مہربانی کہاں؟ اگر قیمت میں مزدوری چاہتا ہے تو میرے پاس کچھ نہیں اور اگر بے قیمت دیتا ہے تو میرا حصہ کہاں؟ اگر تیرے کتوں سے ہوں تو میری ہڈی کہاں؟ اور اگر تیرے بندوں سے ہوں تو ''مرحبا'' کہاں؟

الٰهی !ایک درد سے بھرا ہوا دل رکھتا ہوں اور ڈانٹ سے بھری جان، اے مالک اس بیچارے کی کیا تدبیر؟ اے پروردگار! تھکا ہوا ہوں، تجھ سے نہیں لیکن تجھ میں (تیری تلاش میں) تھکا ہوا ہوں، اگر غائب ہوتا ہوں تو تُو کہتا ہے ''کہاں'' ہو؟ اور اگر تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں تو دروازہ نہیں کھولتے۔

الٰهی !ہر کسی کی آگ دل میں ہے مگر اس بیچارے کی جان پر آگ ہے۔اس لئے

کہ ہر کسی کے پاس سر و سامان ہے لیکن اس بیچارے کے پاس نہ سر ہے نہ سامان۔

الٰھی !اے جواں مردوں کی جانوں میں موجود، ذکر کرنے والوں کے دلوں میں حاضر، لوگ قریب سے تیرا پتہ دیتے ہیں تو اس سے برتر ہے اور تجھے دور سمجھتے ہیں حالانکہ تو جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔

الٰھی !ایسا دل عطا کر جو فرمانبرداری کا شوق زیادہ کرے اور ایسی طاعت کی توفیق دے جو جنت کا راستہ دکھا دے۔

الٰھی !ایسا دل عطا فرما کہ تیرے کام میں جان کی بازی لگا دوں اور ایسی جان عطا کر کہ اُس جہاں (آخرت) کا کام بنالوں۔

الٰھی !ایسا نفس عطا کر کہ تیری بندگی کا حلقہ کان میں ڈال دے اور ایسی جان عطا فرما کہ تیری حکمت کی تلخی نوش کرے۔

الٰھی !ایسی دانائی دے کہ راستے میں ہی نہ گر پڑوں، ایسی بصیرت عطا کر کہ کنویں میں نہ گر پڑوں۔

الٰھی !ایسی آنکھ دے جو تیری ربوبیت کے تماشا کے سوا کچھ نہ دیکھے اور ایسا دل دے جو تیری غلامی کی محبت چھوڑ کر غیر کیلئے نہ دھڑکے۔

الٰھی !ایسے پاؤں عطا کر کہ اُن کے ساتھ تیری محبت کے کوچہ میں پھروں اور ایسی زبان دے کہ اُس سے تیری نعمتوں کا شکر بجالاؤں۔

الٰھی !حسرت کی آگ میں لٹکا ہوا ہوں جیسے چراغ میں پروانہ، نہ جان نے رنج دیکھا نہ دل نے غم کا داغ۔

الٰھی !سر میں پانی، دل میں آگ اور باطن میں ناز رکھتا ہوں۔ من کی خواہش ہے

کہ ایسے دریا میں بیٹھ جاؤں جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، میری جان میں ایسا درد ہے جس کا کوئی علاج نہیں، میری نظر ایسی چیز پر پڑتی ہے کہ جس کی صفت کی زبان کو تاب نہیں ہے۔

الٰھی !اے عطائیں بخشنے والے کریم، اے خطاؤں پر پردہ ڈالنے والے حکیم، اے یکتا ذات وصفات میں بے مثل، اے رہنمائی کرنے والے خالق، اے بادشاہی کے لائق قادر، اپنی ذات میں خود لازوال، اپنی صفات میں خود باکمال، اپنی عزت وجلال سے اور اپنی عظمتِ جمال سے ہماری جان کو اپنی صفائی دے، ہمارے دل کو اپنی طلب عطا کر، ہماری آنکھوں کو اپنی روشنی بخش اور ہمیں وہ دے جو بہتر ہو۔

یارب تو مرا اِنابتی روزی کن　　شائستۂ خویش طاعتی روزی کن
زاں پیش کہ فارغ شوم از کارِ جہاں　　اندر دو جہاں فراغتی روزی کن

یــــا رب !تو مجھے رجوع کرنا نصیب فرما، اپنی فرمانبراداری کے لائق ہونا نصیب کر، اس سے پہلے کہ دو جہاں سے فارغ ہو جاؤں، دونوں جہانوں میں بے تشویش زندگی نصیب فرما۔

الٰھــــی !اے نمازوں کو دیکھنے والے !اے نیازوں کو قبول کرنے والے، اے رازوں کو جاننے والے، اے آوازوں کو سننے والے، اے حقیقتوں سے باخبر، اے مخلوقات پر مہربان، ہمارے عذر قبول فرما کہ تو غنی اور ہم فقیر ہیں، ہمارے عیبوں پر پکڑ نہ فرما کہ تو قوی اور ہم حقیر ہیں، اگر تو پکڑ لے تو ہمارے پاس کوئی حجت نہیں اور اگر تو جلا دے تو ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں، بندے سے خطا اور لغزش ہی ہوتی ہے اور تیری طرف سے عطا اور رحمت ہی آتی ہے۔

الٰھی !اس بات کے صدقے کہ تجھے کوئی حاجت نہیں ہے، اُس پر رحمت فرما جس کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں۔

الٰھی !ہمارے دل میں محبت کے بیج کے سوا کوئی چیز کاشت نہ کر اور اِن جانوں پر مہربانی اور رحمت کے علاوہ کچھ نہ ڈال اور اِن کھیتیوں پر سوائے بارانِ رحمت کے کچھ نہ برسا۔

الٰھی !تو اپنی رحمت پر ہے اور میں اپنی حاجت پر، تو مالدار اور میں درویش ہوں۔

یارب ز کرم بحالِ من رحمت کن   بر ایں دلِ ناتوانِ من رحمت کن

در سینۂ دردمندِ من راحت نِہ   بر دیدۂ اشکبارِ من رحمت کن

یارب اپنے کرم سے میرے حال پر رحمت فرما، میرے اِس کمزور دل پر رحمت فرما۔ میرے دردمند سینہ میں آرام ڈال دے اور میری اشکبار آنکھوں پر رحمت فرما۔

الٰھی !جس پر بھی تو نے اپنی محبت کا داغ رکھا اُس کے وجود کے کھلیان پر نیستی کی ہوا چلا دی۔

الٰھی !تیری محبت میں ہر آگ ٹھنڈی ہے اور تیری مہربانی کے بغیر سب نعمتیں درد ہیں۔

الٰھی !مخلص بندے تیری محبت پر ناز کرتے ہیں اور عاشق تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ ان کا کام تو ہی بنا دے کہ دوسرے نہیں بنا رہے، ان کو تو ہی نواز دے کہ دوسرے نہیں نوازتے۔

الٰھی !تیری محبت ایک پھول ہے جس کا کانٹا محنت اور آزمائش ہے، وہ کون سا دل ہے جو اُس کا گرفتار نہیں۔

الٰهی! دونوں جہاں سے میں نے تیری محبت چُن لی ہے، بلا کے کپڑے کاٹ دیئے ہیں اور عافیت کے پردے پھاڑ دیئے ہیں۔

یارب ز شرابِ عشق سر مستم کن   وز عشقِ خودت نیست کن و ہستم کن

از ہر چہ بجز عشق تہید ستم کن   یکبارہ بہ بندِ عشق پا بستم کن

یارب! مجھے عشق کی شراب سے سرمست کردے، اپنے عشق میں فنا کرکے مجھے باقی کردے۔ اپنے عشق کے علاوہ ہر چیز سے خالی ہاتھ کردے، ایک ہی بار مجھے عشق کے بندھن میں باندھ دے۔

الٰهی! جب تجھے دیکھتا ہوں تو سب سے بڑا تاجدار ہوں اور تاج میرے سر پر ہے اور جب خود کو دیکھتا ہوں تو سب سے زیادہ خاکسار ہوں اور خاک میرے سر پر۔

الٰهی! مجھے دل تیرے لئے چاہیئے وگرنہ مجھے دل کے ساتھ کیا کام؟ آخر بجھے ہوئے چراغ کی کیا حیثیت ہے؟

الٰهی! اگر میں مست اور دیوانہ ہوں تو اس آستانہ پر ٹھہرے ہوؤں سے ہوں۔ اپنے ساتھ آشنا کردے کہ میں ساری کائنات سے بیگانہ ہو گیا ہوں۔

الٰهی! میں جب سے تجھ سے آشنا ہوا ہوں، مخلوق سے علیحدہ ہو گیا ہوں، دونوں جہاں میں تیرا شیدا ہو گیا ہوں، پوشیدہ تھا اب ظاہر ہو گیا ہوں۔

نی از تو حیاتِ جاوداں میخواہم   نی عیش و تنعّمِ جہاں میخواہم

نی کام دل و راحتِ جاں میخواہم   ہر چیز رضائے تو ست آں میخواہم

میں تجھ سے ہمیشہ کی زندگی نہیں مانگتا، نہ دنیا کی عیش اور نعمتیں چاہتا ہوں، نہ دل کی آرزو اور جان کا آرام طلب کرتا ہوں، ہر وہ چیز جو تیری رضا ہے وہ مانگتا ہوں۔

الٰھی ! سر میں تیرا خُمار اور دل میں تیرے بھید اور زباں پر تیرے اشعار ہیں، اگر کہتا ہوں تو تیری تعریف اور اگر ڈھونڈتا ہوں تو تیری رضا۔

الٰھی ! میں اپنی عاجزی پر آگاہ ہوں اور اپنی بیچارگی پر گواہ ہوں، چاہت تو صرف تیری چاہت ہے، میں کیا چاہوں؟

گر درد دہد بما گر راحت دوست — از دوست ہر آں چیز کہ آید نیکوست
مارا نبود نظر بخوبی و بدی — مقصود رضائے اُو و خوشنودیٔ اُوست

محبوب ہمیں چاہے درد عطا کرے چاہے آرام، محبوب کی طرف سے جو چیز بھی آتی ہے اچھی ہے، ہمیں نیکی اور بدی کا کا خیال نہیں بس اُس کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے۔

الٰھی ! ہونٹوں پر توبہ اور زبان پر استغفار لئے ہوئے غلاموں کی طرح نوکری کیلئے آیا ہوں، چاہے اپنے کرم سے عزیز رکھ چاہے ذلیل کیونکہ میں شرمندہ و شرمسار ہوں، تو مالک اور اختیار والا ہے۔

الٰھی ! اگر میں خام ہوں تو مجھے پختہ کر، اگر پختہ ہوں تو مجھے جلا ڈال

الٰھی ! تیرے قتل کئے ہوؤں سے خون نہیں نکلتا اور نہ تیرے جلائے ہوؤں سے دھواں۔ تیرا قتل کیا ہوا قتل ہونے پر خوش ہے اور تیرا جلایا ہوا جلنے پر راضی۔

پیوستہ دلم دم از رضائے تو زند — جان در تن من نَفَس برائے تو زند
گر بر سرِ خاکِ من گیاہے روید — از ہر برگے بوئے وفائے تو زند

میرا دل مسلسل تیری رضا کا دم بھرتا ہے، میرے بدن میں جان تیرے لئے ہی سانس لیتی ہے۔ اگر میرے سر کی خاک پر گھاس اُگے تو ہر پتے سے تیری وفا کی خوشبو نکلے گی

الٰھی ! تیری ذاتی حرمت کہ تو وہی ہے اور تیری صفاتی حرمت کہ تو ایسا ہی ہے اور

نام کی حرمت کہ تو جانتا ہے، میری فریاد کو سن کہ تو ایسا کر سکتا ہے۔

الٰھی! اِس روشن کئے ہوئے چراغ کو نہ بُجھا اور اس جلے ہوئے دل کو نہ جلا، اس سلے ہوئے پردے کو نہ پھاڑ اور اس نو آموز غلام کو نہ دھتکار۔

الٰھی! اگر جسم مجرم ہے تو دل تو فرمانبردار ہے، اگر بندہ گنہگار ہے تو تیرا کرم تو سفارشی ہے۔

بادا کرمِ تو بر ہمہ، پاینده   احسانِ تو سوئے بندگان آینده

بر بندۂ خود گناه را سخت مگیر   اے داورِ بخشندۂ بخشاینده

تیرا کرم سب پر ہمیشہ رہے، تیرا احسان بندوں پر ہوتا رہے، اپنے غلام پر گناہ کی وجہ سے سخت پکڑ نہ کر، اے بخشنے والے خدا! بخشش فرما۔

الٰھی! عارفوں کا قبلہ تیرے چہرے کا خورشید ہے اور جانوں کا محراب تیرے ابرو کا محراب ہے اور دلوں کی مسجد اقصیٰ تیرے کوچہ کی چاردیواری ہے۔ ہماری طرف ایک نظر فرما کیونکہ ہماری نظر تیری ہی طرف ہے۔

الٰھی! اپنا جلوہ دکھا تاکہ ہم کسی اور کا چہرہ نہ دیکھیں اور اپنا دروازہ کھول دے تاکہ کسی کے دروازے پر نہ جائیں۔

الٰھی! اُس مالک کے نام پر جس کا نام روح کا آرام ہے، اس کا پیغام کشائش کی کنجی ہے اور اس کا سلام مومنوں کیلئے صبح کے وقت پی جانے والی شراب ہے اور اس کا ذکر زخمی دل کا مرہم اور اس کی مہربانی سیلاب میں گھرے ہوؤں کیلئے کشتیٔ نوح ہے، ہماری معذرت قبول فرما اور ہمارے گناہوں پر پکڑ نہ کر۔

الٰھی! میں اپنی مفلسی اور بے کسی کا اقرار کرتا ہوں۔ اے بے مثل تو ہر چیز سے

پاک ہے، کیا ہوا گر ایک مفلس کے آخری سانسوں میں اس کی فریاد سُن لے۔

الٰھی ! تو ناچیز سے سب چیزیں بنا سکتا ہے اور سب چیزوں کو ناچیز کر سکتا ہے، میں کیا کہوں کہ اِس طرح یا اُس طرح، تو سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

ازعشقِ تو پروائے کس دیگر نیست — مارا سر و سودائے کس دیگر نیست
دل جائے تو شد جائ کس دیگر نیس — جز تو دگری جائے نگیرد در دل

ہمیں کسی اور کی لگن نہیں، تیرے عشق سے ہمیں کسی دوسرے کی پرواہ نہیں، تیرے سوا کوئی اور دل میں جگہ نہیں پکڑ سکتا، دل تیرا ٹھکانہ ہے کسی دوسرے کی جگہ نہیں۔

الٰھی ! اے وہ ذات کہ آسمان تیری تقدیر کا فرمانبردار ہے اور تمام دنیا والوں کی گردنیں تیری تدبیر کے تابع ہیں اور سرکشوں کے سر تیرے باندھے ہوئے ہیں اور جبر کرنے والے تیرے توڑے ہوئے ہیں اور دوزخ تیرا قید خانہ اور جنت تیرا باغ ہے اور آسمانوں میں تیرا غلبہ اور زمین میں تیرا حکم وارشاد، دلوں میں تو پوشیدہ، آخرت میں تو ظاہر کہ عبداللہ (مصنف کا نام) کا عذر آہ وزاری ہے لیکن ابھی تک اس نے معذرت نہیں چاہی۔

در حالتِ عجز دستگیرِ ہمہ کس — اے واقفِ اسرار ضمیرِ ہمہ کس
اے توبہ دِہ و عذر پذیرِ ہمہ کس — از ہر گنہم توبہ دِہ و عذر پذیر

اے سب لوگوں کے دلوں کے راز جاننے والے، عاجزی کی حالت میں سب کا ہاتھ پکڑنے والے، مجھے ہر گناہ سے توبہ کی توفیق دے اور معذرت قبول فرما اے سب کو توبہ کی توفیق دینے والے اور معذرت قبول کرنے والے۔

الٰھی ! تو اپنے فضل پر قائم اور اپنے شکر سے شکور، عارف کے علم سے نزدیک اور

سب وہموں سے دور ہے۔اے اللہ عبداللہ کو تین آفتوں سے بچانا شیطانی وسوسوں سے،نفسانی خواہشوں سے اور جاہلانہ غرور سے۔

الٰہی !اگر عبداللہ کو پگھلائے گا تو اس کی صفائی کیلئے ایک دوزخ چاہیئے اور اگر نوازے گا تو اُسے آراستہ کرنے کیلئے ایک اور جنت چاہیئے

الٰہی ! کاش کہ عبداللہ خاک ہوتا تا کہ اس کا نام وجود کے دفتر سے پاک ہوتا۔

الٰہی !اگر کاسنی (ایک کڑوی دوا) کڑوی ہے تو باغ سے ہے اور اگر عبداللہ مجرم ہے تو دوستوں سے ہے۔

الٰہی !جب فراق کی آگ لگائی تھی تو آگ بھری دوزخ کس لئے بڑھکائی تھی؟

الٰہی !جب کتے کو اس بارگاہ میں اجازت ہے،پتھر کیلئے دیدار ہے تو عبداللہ کو ناامیدی سے کیا کام؟

در بارگہت سگانِ رَہ را باراست　　سگ را باراست وسنگ را دیدار است

چوں سگ صفت سنگدل از رحمتِ تو　　نومیدنیم کہ سنگ و سگ را بار است

تیری بارگاہ میں راستے کے کتوں کو بھی اجازت ہے، کتے کو حضوری اور پتھر کو زیارت نصیب ہے، جب سنگدل صفت والا کتا تیری رحمت سے نوازا جاتا ہے تو میں ناامید نہیں کیونکہ پتھر اور کتے کیلئے رخصت ہے۔

الٰہی ! اصطفا (چنا ہوا) کا گوہر تو نے آدم کے دامن میں ڈال دیا اور گناہوں کی گرد تو نے ابلیس کے سر پر رکھی اور ان دو مخالف جنسوں کو تو نے باہم ملا دیا، ادب سے گذارش ہے کہ اگر ہم برا کریں تو ہماری گرفت نہ فرما کیونکہ آزمائش کی گرد تو نے ہی اُڑائی ہے۔

الٰھی ! تو نے مجھے ضعیف کہا اور ایسا ہی ہے، جو کچھ مجھ سے وجود میں آتا ہے وہ بھی کمزوری ہے۔

الٰھی ! جو کچھ تو نے سیا میں نے پہن لیا اور جو کچھ تو نے جام میں ڈالا میں نے پی لیا، جو کوشش میں کرتا ہوں اُس سے کچھ نہیں ہوا۔

الٰھی ! میں اس گناہ کا غلام ہوں جو مجھے معذرت تک لائے اور اُس عبادت سے بیزار ہوں جو مجھے متکبر بنائے۔

الٰھی ! تیرا گدا اپنے کام سے خوش ہے، جو کوئی تیرا گدا ہے دونوں عالم کا سلطان ہے۔

الٰھی ! تیرے غم کے علاوہ خوشی کی کوئی جگہ نہیں اور تیری بندگی کے سوا آزادی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

الٰھی ! اگر کام گفتگو سے ہوسکتا ہے تو میں تمام بولنے والوں کے سر پر تاج ہوں اور اگر کردار سے ہے تو سلیمان علیہ السلام کی مانند ایک چیونٹی کا محتاج ہوں۔

الٰھی ! کون سا دُکھ اس سے زیادہ ہوگا کہ معشوق تونگر اور عاشق درویش ہو۔ اے مولا! میں کون ہوں کہ تجھے چاہوں کیونکہ میں اپنی قدر جانتا ہوں، جو کچھ بھی میں سمجھتا ہوں میں اس سے بھی کمتر ہوں، ہر لمحہ جو شمار کرتا ہوں تو پہلے سے برا ہوں۔

الٰھی ! ہمارے سر پر شرمندگی کی گرد پڑی ہے، دل میں حسرت کی وجہ سے درد اور چہرہ گناہ کی شرمندگی کی وجہ سے زرد ہے۔

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجاست　　تاریک دلم نور و ضیائے تو کجاست
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی　　آں بیع بود لطف و عطائے تو کجاست

میں گنہگار بندہ ہوں، تیری رضا کہاں ہے؟ میرا دل تاریک ہے تیرا نور اور روشنی کہاں ہے؟ اگر تو ہمیں عبادت کے بدلے جنت عطا کرے تو یہ تجارت ہوئی، تیرا لطف و کرم کہاں ہے؟

الٰہی ! مدت سے آرزومندی میرا حصہ رہ گیا ہے اور ہجر کے درد سے دل کا جلنا رہ گیا ہے۔

الٰہی ! یادگار سے صرف ایک یاد رہ گئی ہے، گذری ہوئی عمر سے ایک درد رہ گیا ہے، بوسیدہ جسم سے خاک رہ گئی اور حسرت سے سینہ میں ایک آہِ سرد رہ گئی۔

الٰہی ! اگر توبہ بے گناہی پر ہے تو اس دنیا میں توبہ کرنے والا کون ہے؟ اور اگر پشیمانی پر ہے تو اس دنیا میں گنہگار کون ہے؟

الٰہی ! صبر مجھ سے بھاگ کھڑا ہوا اور میری طاقت سست پڑ گئی، میں نے آرام کا بیج بویا تو بیقراری اُگ پڑی، نہ خوش ہوں نہ صابر، نہ ہجر کا مارا ہوا اور نہ دکھیا۔

الٰہی ! تو نے ہمیں مفت میں پیدا فرمایا، مفت میں رزق عطا فرمایا تو اسی طرح مفت میں ہمیں بخش بھی دے کہ تو مالک ہے، تاجر نہیں ہے۔

الٰہی ! لوگ خوشی خوشی آزمائش سے رہائی پاتے ہیں، میں خوشی سے مبتلا ہوتا ہوں سب اپنے آپ کو خوشی تک پہنچاتے ہیں، میں تیرے ساتھ یکتا ہوں۔

الٰہی ! گردشِ آسمان تیری تقدیر کی غلام ہے اور سب کی گردنیں تیری تدبیر کے تابع، باغیوں کے سر تیرے باندھے ہوئے، جبر کرنے والے تیرے مارے ہوئے، دوزخ تیرا قید خانہ اور فردوس تیرا باغ ہے، آسمان میں تو سلطان ہے، عزت اور بڑائی تیری ملکیت ہے، قیامت میں تیرے فرمانبرداروں کو احسان کی خلعت اور ہر

نیک بخت کے نشان پر تیرا عنوان۔

دل دردِ تو را بجان مداوا نکند در عشقِ تو جان زغم محابا نکند

مارا و غمت بکس نگوئیم اگر بوئے جگر سوختہ رُسوا نکند

دل تیرے درد کا جان سے مداوا نہیں کرتا، تیرے عشق میں جان غم کا لحاظ نہیں کرتی۔ہم تو تیرے غم کا ذکر کسی سے نہ کرتے اگر جلے ہوئے جگر کی بُو رُسوا نہ کرتی۔

الٰھی !شوق کی شراب منصور حلاج کی روح میں زیادہ بڑھ گئی، وہ شراب اس میں نہ سما سکی تو سر سے باہر نکل پڑی۔ابلیس کو ایک گھونٹ بھی نہ ملا ہمیشہ کیلئے لعنتی ہو گیا، اسی شراب کا ایک گھونٹ اویس قرنیؓ کو بابرکت کر گیا۔

الٰھی !جدائی تو پہاڑ کو ہامون (ایک دریا کا نام) کر دیتی ہے، ہامون کو جیحون (ایک بڑے دریا کا نام) بنا دیتی ہے، جیحون کو خون سے بھر دیتی ہے۔تو جانتا ہے کہ اس کمزور دل کے ساتھ جدائی کیا کرے گی؟

الٰھی !ہم پر ہمیشہ اپنی نظر رکھ اور یہ خوشی خود ہم پر پوری کر دے، ہمیں اپنا قبول کیا ہوا شمار کر، وقتِ رخصت ہماری جان کو سلامتی عطا کر

الٰھی !صدیقین گناہ سے پشیمان ہیں اور طاعت وعبادت سے نادم، زبان پر معذرت اور دل میں شرمندگی رکھتے ہیں۔

الٰھی !سب حیرت سے فریاد کر رہے ہیں اور میں حیرت سے شاد ہوں۔ایک لبیک سے سب ناکامیوں کا پھاٹک اپنے لئے کھول بیٹھا ہوں، ہائے افسوس کہ اس وقت پر ٹیں جان نہ پایا کہ تیری مہربانی حاصل کر لیتا۔

خداوندا !حیرت کی آگ میں پڑ گیا ہوں جیسے پروانہ چراغ میں، نہ جان نے

طپش کا رنج دیکھا اور نہ دل نے داغ جدائی کا درد۔

الٰھی ! ہم باتوں میں لگے ہوئے ہیں، جب تک تو کھول کرنہیں دکھاتا میں جستجو میں ہوں، بے قراری سے بے طاقتی کے میدان میں بھاگ رہا ہوں لیکن اپنے مقصد میں نہیں دوڑ رہا۔

الٰھی ! سواری ٹھہر گئی ہے اور قدم گھس گئے، ساتھی چلے گئے اور اس بیچارے کو حیرت میں اضافے کے سوا کچھ نہیں ملا۔

الٰھی ! اگر کسی کو تو ڈھونڈنے سے ملا ہے تو مجھے بھاگ جانے سے ملا، اگر کسی کو تو ذکر کرنے سے ملا تو مجھے اپنے آپ کو بھلا دینے سے مل گیا، اگر کسی کو طلب سے ملا تو میں نے تو طلب بھی تجھ سے پائی۔

خدایا ! تجھ تک تیرا وسیلہ بھی تو ہی ہے، اول بھی تو ہی تھا اور آخر بھی تو ہی ہے۔

تا در رَہِ عشقِ اُو مُجرّد نشوی ہرگز ز خود خویش بیخود نشوی
دنیا ہمہ بندِ توست بر درگہِ اُو در بند قبول باش تا رَد نشوی

جب تک اُس کے عشق کی راہ میں تو تنہا نہیں ہوتا ہرگز اپنے آپ سے تو بے خود نہیں ہوسکتا۔ ساری دنیا اس کی بارگاہ میں تیرے لئے قید ہے، قید کو قبول کرلے تاکہ ردّ نہ ہوجائے۔

الٰھی ! اے بڑے نگہبان، اے عظیم التجا سننے والے، اے کرم میں آشکار، اے لوح وقلم سے پہلے تقسیم کرنے والے ! کسی روز ایسا ہو کہ میں پھر سے حوا و آدم کی رحمت سے رہائی پاؤں اور وجود و عدم کی قید سے آزاد ہوجاؤں۔ دل سے اس حسرت وندامت کو نکال باہر کروں اور محبوب کے ساتھ فوراً آرام پاؤں۔

الٰھی !اے ہم سے زیادہ ہمارے نزدیک، ہمارے ساتھ ہم سے بھی زیادہ مہربان، ہمارے بغیر ہمیں نوازنے والے اپنے کرم سے نہ یہ کہ ہم اس کے لائق ہیں، جو کچھ ہم نے کیا وہ ہم پر تاوان ہے۔ جو کچھ تو نے کیا وہ ہم پر باقی ہے، جو بھی تو نے ہمارے ساتھ کیا ٹھیک کیا، تو نے خود کیا نہ یہ کہ ہم اس کے لائق ہیں۔

الٰھی !اے حجتِ یاد اور یادگارِ اُنس !تو خود موجود ہے ہماری تلاش کا کیا کام؟

الٰھی !ہر کسی کی کوئی امید ہے اور غلام کی امید دیدار ہے، غلام کو بغیر دیدار نہ نیازمندی کی مزدوری سے غرض نہ بہشت سے کوئی کام۔

الٰھی !اے فریاد کو پہنچنے والے مہربان !معزز وہ ہے جو تیرے ساتھ یک نفس ہو، اے حاصل شدہ اور قابلِ وصول !طالب کا خود کے سوا کیا پتہ دیں۔ ساری مخلوق کا امتحان دوری سے ہے اور طالب کا قرب سے، سب کو پیاس پانی نہ ملنے سے ہے اور طالب کو سیرابی سے۔

الٰھی !جو ملا ہوا ہے اُسے تلاش کرتا ہوں، صاحبِ بصیرت سے کہتا ہوں کیا ڈھونڈتا ہوں جو میرے پاس ہے؟ کیونکہ سمجھتا ہوں کیا کہتا ہوں؟ اس تلاش و جستجو کا شیدا ہوں، اس قیل وقال کا اسیر ہوں۔

تا جان دارم غمِ تو را غمخوارم　　بے جان غمِ عشقِ تو بکس نسپارم

جب تک جان ہے تیرے غم کا غمخوار ہوں، جان کے بغیر غمِ عشق کسی کے سپرد نہ کروں۔

الٰھی !تو عارفوں کیلئے موجود، مشتاق دلوں کی آرزو، مدح کرنے والی زبانوں کو یاد دلانے والے !تیرے جیسے کو نہ چاہوں؟ کہ تو آواز سننے والے کیلئے عیاں ہے، تجھ جیسے کی تعریف نہ کروں؟ کہ تو بندوں کے دلوں کو شاد کرنے والا ہے، تجھ جیسے کو نہ جانوں؟

کہ تو جہاں کی زینت ہے، تیرے جیسے کو دوست نہ رکھوں؟ کہ تو جان کا آرام ہے۔

یارب ز شرابِ عشق سر مستم کن   در عشقِ خودت نیست کن وہستم کن

از ہر چہ زعشقِ خود تہید ستم کن   یکبارہ بہ بندِ عشق پا بستم کن

یارب !مجھے شرابِ عشق سے مست کر، اپنے عشق میں مجھے مٹادے اور بقاعطا کر، اپنے عشق کے سبب مجھے ہر چیز سے خالی کردے، ایک ہی بار مجھے عشق کے بندھن میں گرفتار کرلے۔

الٰھی !جب تو بندے کو بلاتا ہے تو بندہ لوگوں کے درمیان تنہا ہے اور جب تو کہتا ہے آ تو بندے کے ساتوں اعضاء سنتے ہیں۔ آدمی سے کیا ہو سکتا ہے، اُس کی حیثیت ظاہر ہے، جیب خالی اور ہوا ناپنے والا (بے حیثیت)، یہ کام تو آدم وحوا سے بھی پہلے کا ہے اور بخشش امید وخوف سے بڑھ کر ہے۔ لیکن آدمی دیکھنے کے سبب مبتلا ہے۔ کوئی ہے جو ناز کی وجہ سے دیکھنے کے سبب سے آزاد ہے اور اپنے ساتھ جفا کرتا ہے۔

اے دوست بہ جملگی تو را گشتم من   حقا کہ دریں سخن نہ ذوق است ونہ فن

گر تو زخودی خود بروں جستی پاک   شاید صنما بجائے تو ہستم من

اے دوست میں سارے کا سارا ''تو'' ہو گیا ہوں، حقیقت یہ کہ اس بات میں نہ کوئی ذوق ہے اور نہ کوئی فنکاری۔ اگر تو خود ہی خود سے باہر نکل کر پاک ہے تو اے محبوب! شاید تیرے بجائے میں برآمد ہوں۔

الٰھی !اگر کسی نے تجھ کو طلب سے پایا ہے تو میں نے تو طلب بھی تجھ سے پائی ہے۔ اگر کسی نے تجھ کو تلاش سے پایا ہے تو میں نے بھاگنے سے پایا ہے۔

خداوندا !چونکہ تیرا وجود طلب اور طالب سے پہلے ہے اس لئے وہ طلب میں

ہے کیونکہ بے قراری اُس پر غالب ہے، عجیب یہ ہے کہ تجھے پالینا" نقد ہے مگر طلب ختم نہ ہوئی، حق حقیقت میں ہے اور عزت کا پردہ بھی سلامت ہے۔

الٰهی ! کیا ہو جو تو میرے دل کو کھول دے اور خود ہی میرے جان پر مرہم رکھے، میں منافع کیسے ڈھونڈوں کہ میرے دونوں ہاتھ سرمائے سے خالی ہیں، دیکھ کہ اپنے فضل سے مجھے اچھے دنوں میں ڈال دے۔

الٰهی ! باغِ دوستی سے ایک ہوا چلی تو ہم نے دل قربان کر دیا، دوستی کے خزانہ سے ایک خوشبو آئی تو ہم نے تمام جہاں پر بادشاہی کا اعلان کر دیا، حقیقت کے مشرق سے ایک بجلی چمکی تو آب و گل (انسانی ڈھانچے کی حقیقت) کم نظر آنے لگی۔

یا اللہ ! ہر خوشی تیرے بغیر غم ہے، ہر منزل جو تیری راہ میں نہ ہو وہ قید خانہ ہے، ہر دل جو تیری طلب میں نہ ہو وہ ویران ہے، تیرے ساتھ ایک لمحہ دو جہاں کے بدلے سستا ہے، تیرا ایک دیدار ہزار جان کے بدلے مفت ہے۔

تا دلم فتنہ بر جمالِ تو شد　　بندۂ حسنِ ذوالجلال تو شد

جب دل تیرے جمال پر فریفتہ ہو گیا تو حسنِ ذوالجلال کا غلام بن گیا۔

الٰهی ! کتنے مبارک ہیں وہ دن جب تیرے دوست تیرے ساتھ ہوں، کتنے اچھے ہیں اُن کے معاملے جو تیرے دیدار کی آرزو میں ہوں، کتنی پیاری ہے گفتگو اُن کی جو تیری جستجو کے راستے پر ہیں۔

الٰهی ! وہ آنکھ جس نے تجھے دیکھا ہو، تیری دید کے سوا کس میں مشغول ہو، وہ جان جسے تیری صحبت میسر ہو وہ آب و خاک (دنیا) سے کیا دل لگائے۔

الٰهی ! تیری عنایت کا پانی پتھر تک پہنچا تو پتھر بار آور ہو گیا، پتھر سے میوہ پیدا ہوا تو

میوہ لذت اور مزہ پا گیا۔

اے پروردگار ! تیری یاد نے دل کو زندہ کر دیا اور محبت کا بیج ڈالا، خوشی کا درخت اُگایا اور آزادی کا میوہ دیا۔

الٰهی ! تیری عزت کی وسعت نے اشارے کی جگہ نہیں چھوڑی اور تیری وحدانیت نے نسبت کو برداشت کیا تا کہ تو رہائی دے تو جو کچھ ہاتھ میں تھا گم کر دیا اور جو کچھ سمجھا تھا وہ ناچیز ہو گیا۔

الٰهی ! پینے کے طریق کو پہچانتا ہوں لیکن کھل کر پینے کی مجھ میں ہمت نہیں، دل پیاسا ہے اور ایک قطرے کی آرزو میں رو رہا ہوں، پیمانہ مجھے سیراب نہیں کرتا، میں طلب میں ایک دریا ہوں، ہزار چشموں کے پاس سے گذرا ہوں تا کہ دریا کو پالوں، تو نے عشق کی آگ میں کسی کو ڈوبا ہوا دیکھا؟ میں ایسا ہی ہوں، تو نے دریا میں کسی کو پیاسا دیکھا؟ میں وہی ہوں، سچ ہے کہ میں حیرت زدہ ہوں جو بیابان میں ہو، میری فریاد سن کہ میں آہ و فغاں کر رہا ہوں۔

الٰهی ! تیرے مسافر کا سفر ہی وطن ہے جو کبھی گھر نہ پہنچے، کوئی ایسا ہے کہ جس کا سفر ہی اُس کا وطن ہے۔

الٰهی ! مشتاق تیری دوستی کا مارا ہوا، دوست کے مارے ہوئے کو تیرے دیدار کا کفن کافی ہے۔

الٰهی ! تیرے دوستوں کا تیرے ساتھ شغل کیا ہی اچھا شغل ہے، تیرے کام میں تیرے عارفوں کا بازار کیا ہی اچھا بازار ہے، تیری یاد میں اُن کے نفس کس قدر گرم ہیں، تیرے شوق و محبت کے سوز میں چاہنے والوں کا ورد کیا ہی اچھا ہے، تیرے نام

ونشان میں اُن کی گفتگو کتنی خوبصورت ہے۔

با صنعِ تو ہر مورچہ رازے دارد　　با شوقِ تو ہر سوختہ سازے دارد

اے خالقِ ذوالجلال نومید مکن　　آن را کہ بہ درگہت نیازے دارد

تیری کاریگری سے ہر چیونٹی بھی ایک راز رکھتی ہے، تیرے شوق میں ہر جلا ہوا ایک ساز رکھتا ہے، اے خالقِ ذوالجلال! جو تیری درگاہ کا نیاز مند ہے اُس کو نا امید نہ کر۔

الٰهی ! اے اپنی تعریف کے لائق، اے اپنی عطا پر شکر کرنے والے، اے اپنی آزمائش کو شیریں دکھانے والے، بندہ بذاتِ خود تیری تعریف سے عاجز اور اپنی عقل سے تیرے احسان کی شناخت سے لاچار اور اپنی استطاعت سے تیری سزا سے بے بس ہے۔

الٰهی ! میں اُس درد میں مبتلا ہوں جس کا دارُو تو ہی ہے، میں اُس ثنا کا بندہ ہوں جس کے لائق تو ہی ہے، میں تیرے بارے میں کیا جانتا ہوں؟ تو ہی جانتا ہے، تو وہ ہے جو تو نے خود فرمایا ہے اور جیسا تو نے فرمایا ہے تو ویسا ہی ہے۔ تو وہ جو مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے، میں تیری ثناء اس طرح نہیں کر سکتا جیسی اپنے بارے میں تو نے خود ثناء کی ہے

الٰهی ! کیا یاد کروں کہ خود سراپا یاد ہوں۔ میں نے اپنے کھلیان کا سارا نشان خود پہلے ہی ہوا کے سامنے رکھ دیا ہے۔

الٰهی ! اے روحوں کی یادگار، اے دلوں کے مکین، اے زبانوں کے مذکور اپنے فضل سے ہمیں یاد فرما اور اپنی دلنواز یاد سے ہمیں شاد فرما۔

الٰهی ! تیری پہچان کے بغیر کوئی خوشی نہیں اور تیرے وصل کے بغیر کوئی زندگی

نہیں، زندہ تیرے بغیر قیدی مردے کی مانند ہے اور تیرے ساتھ زندہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔

الٰھی! اُسے ردّ نہ کر جسے تو نے خود بلایا ہے، اُس جرم کو ظاہر نہ کر جو تو نے خود چھپائے ہیں۔ اے کریم! تیرے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والا بھی تو ہی ہے، وہ کر جس کے تو لائق ہے وہ نہ کر جس کے ہم سزاوار ہیں

الٰھی! اگر یہ ہماری آہ وزاری دعوی ہے تو تو ہی اس کے لائق ہے اور اگر لاف ہے تو تو ہی اس کی جگہ ہے، اگر سچ ہے تو اس کی وفا بھی تو ہی ہے۔

خدایا! اگر دعوی ہے تو بات سچی ہے، اگر سچ ہے تو درست کام ہے اور اگر دعوی ہے تو ظلم نہیں ہے۔

الٰھی! اُن تین چیزوں میں سے جو میرے پاس ہیں ایک کی حفاظت فرما پہلی بیخودی جو کہ تیرے بغیر دل سے نہیں اُٹھی، دوسری وہ تصدیق کہ جو کچھ تو نے فرمایا میں نے اُسے درست مان لیا، تیسری یہ کہ جب میں نے تیرا ذکر کرنا چاہا تو دل وجان نے تیرے سوا کسی کو نہ پایا۔

الٰھی! میں دو دعووں سے ڈرتا ہوں اور دونوں سے تیرے فضل کے ذریعے فریاد چاہتا ہوں، اُن میں سے یہ کہ میں سمجھوں کہ میں خود سے کوئی چیز رکھتا ہوں یا یہ خیال کروں کہ میں تجھ پر کوئی حق رکھتا ہوں۔

خداوندا! جس جگہ ہم تھے وہاں سے اُٹھ گئے ہیں مگر اُس جگہ نہ پہنچ سکے جہاں چاہتے تھے۔ خدایا! جو خود ہی نہ مارا جائے وہ مُردار ہے اور نقصان میں ہے۔ جس کسی کو نصیب اور دوستی میں کلام ہے اُس کیلئے جان ودل کی راہ کام سے

ہے، اُس کو دوست سے کیا کام؟

الٰھی ! دوستوں کی جانوں سے نزدیک، ذاکروں کے دلوں میں موجود، نزدیک سے تیرا پتہ دیتے ہیں مگر تو اس سے بالا ہے، تجھے دور سے تلاش کرتے ہیں اور تو جان سے بھی زیادہ قریب ہے، میں نہیں جانتا کہ تو جان ہے یا جانِ جان ہے، تم نہ یہ ہو نہ وہ، جان کیلئے زندگی ہونی چاہیئے، تم وہی ہو۔

الٰھی ! ہم نے کشید کیا جو کچھ کشید کیا، جب ہم قبول ہونے کی آواز سنی تو سب آبِ حیات بن گیا، تو جانتا ہے کہ ہم محبت میں بالکل بے صبر تھے، جس کوچہ میں بھی پہنچے تیری دوستی کے حلقہ میں گرفتار رہے اور جس راہ پر بھی چلے تیری خوشبو پر ہی ہم نے اُس راستے کو طے کیا، دل رخصت ہوا مبارک ہو! اگر اِس راہ پر جان بھی چلی جائے تو ہمیں پسند ہے۔

الٰھی ! حصول کی آگ تو شناخت کے نور سے ملائی اور باغِ وصال سے تو نے قرب کی ہوا اُٹھائی، دوستی کی آگ سے تو نے وجود کو جلا دیا تا کہ عارف کی آنکھ کو اپنا دیدار کرنا سکھائے،

الٰھی ! تیری عنایت پہاڑ ہے اور تیرا فضل دریا، پہاڑ کیا گھسے اور دریا کیا گھٹے؟ تیری عنایت کس نے تلاش کی اور تیرا فضل کس نے کشادہ کیا؟ پس ایک خوشی ہے کہ محبوب یکتا و بے مثال ہے۔

الٰھی ! تیرے کرم سے ہم یہی امید رکھتے ہیں اور تیرے لطف کے متعلق ہم نے یہی سُن رکھا ہے، ہمیں بخش دے کہ اِپنے کردار میں ہم بہت لتھڑے ہوئے ہیں، اپنے وقت سے ہم بہت ہی تھکے ہوئے ہیں، اپنی سمجھ میں بہت مغرور ہیں، اپنی سرائے میں

مقید، اپنے فضل سے ہمارا ہاتھ پکڑ، ہمیں پھر اپنے کرم سے بلا اور پھر اپنے احسان سے عطا فرما۔

دل کیست کہ گوہری فشاند بے تو   یا تن کہ بود کہ ملک راند بے تو
والہ کہ خود راہ ندارد بے تو   جان زہرہ ندارد کہ بماند بے تو

دل کیا ہے؟ تیرے بغیر ایک گرا ہوا موتی، یا جسم کون ہوتا ہے جو تیرے بغیر حکومت کرے۔ عاشق وہ جو تیرے بغیر راہ نہ پائے، جان کو طاقت نہیں کہ تیرے بغیر زندہ رہے۔

الٰھی! کب تک پڑھے ہوئے سبق کو پڑھوں؟ پڑھا ہوا سب جلا دیا، جمع کیا ہوا سب ملیامیٹ کر دیا، اور ضائع شدہ کو بچا لیا، نیست کو میں نے فروخت کیا تاکہ ہست کو نہ بیچوں۔

الٰھی! جب اپنائیت کو پہچانا تو خوشی کی آرزو میں پگھل گیا، کیسے کہہ دوں کہ پیمانہ پھینک دیا اور تعلقات کو صاف کر دیا اور تمام ہستی کو ہار گیا۔

کے باشد کایں قفس پر دازم   در باغِ الٰہی آشیاں سازم

کیسے ہو کہ اس قید سے نکل بھاگوں اور اللہ کے باغ میں ٹھکانہ بنالوں۔

الٰھی! کبھی کہتا ہے نیچے آرہا ہے، کبھی کہتا ہے بھاگ جا، کبھی فرماتا ہے کہ آجا، کبھی کہتا ہے پرہیز کر، خدایا! یہ قریب ہونے کی نشانی ہے یا صرف قیامت؟ میں نے کبھی ڈانٹ والی خوشخبری نہیں دیکھی۔ اے مہربان بردبار، اے لطیف اچھے پھل والے! بندہ تیری بارگاہ میں آگیا ہے، چاہے ناز سے رکھ چاہے ذلیل کر۔

گر شوند ایں خلق عالم بر سر خصمان من   من روا دارم نگارا چوں تو باشی آنِ من

اگر یہ ساری مخلوق میری دشمن ہو جائے تو اے محبوب! میں اسے گوارا کرلوں اگر تو میرا ہو جائے۔

الٰهی! یہ میرا دل حسرت کی کان ہے اور میرا جسم درد وغم کا سرمایہ، خدایا! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب کچھ میرا ہی حصہ کیوں ہے؟

الٰهی! جب تیری محبت پیدا ہوگئی تو ساری محبت با جفا بن گئی اور جب تیری بھلائی ظاہر ہوئی تو تمام جفائیں وفا بن گئیں۔

خداوندا! ہم اتنے سستے نہ تھے کہ تو ہمیں چن لیتا، اور نہ مہنگے تھے کہ تو نے غلطی سے چُنا، بلکہ تو نے خود ارزاں کر کے برگزیدہ کیا اور ہمارا ہر عیب دیکھ کر بھی اُسے چھپا لیا۔

الٰهی! تیرا نام واقف کاروں کی آنکھوں کا نور ہے، تیری یاد مشتاقوں کی منزل کا آئین ہے، تیرا حصول مریدوں کے دل کا چراغ ہے، تیری محبت دوستوں کی جان کی ساتھی ہے۔

الٰهی! کیا مبارک دن ہو کہ تیرے جلال کا سورج ہم پر نظر ڈالے اور کیا ہی اچھا وقت ہو کہ تیرا جمال دیکھنے کا مشتاق ہمیں کوئی خبر دے، اپنی جان کو باز کا لقمہ بنائیں تا کہ تیری طلب کی فضا میں پرواز کرے اور اپنا دل دوست پر قربان کریں تا کہ تیری گلی کے سرے پر آواز لگائے۔

الٰهی! اس کام سے اس بیچارے کا نصیب تمام درد ہے۔ مبارک ہو کہ یہ مجھ اکیلے کا درد ہے۔ سچ ہے ہر کوئی اس جیسے درد پر ناز نہیں کرتا اور جواں مرد بنتا۔

ہر درد کہ زیں دلم قدم بر گیرد　　دردی دگرش بجای در بر گیرد

زاں با ما درِ صحبت از سر گیرد   کآتش چو رسد بسوختہ اندر گیرد

ہر درد جو اس دل سے قدم باہر رکھتا ہے تو دوسرا درد اس کی جگہ دروازے پر آکھڑا ہوتا ہے اس لئے ہم پر درِ صحبت کھلتا ہے کہ جب آگ جلتی ہے تو جلا ہوا جل اُٹھتا ہے۔

الٰھی! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ پہلے میں نہ تھا تو تھا، حصول کی آگ تو نے شناخت کے نور سے ملائی اور باغِ وصال سے تو نے قرب کی ہوا اُٹھائی، وحدانیت کی بارش بشریت کی گرد پر تو نے برسائی، دوستی کی آگ سے وجود کو جلا دیا تب عارف کی آنکھ کو اپنا دیدار کرنا سکھایا۔

گر روزِ وصال باز بینم روزی   با اُو گلہ ہای روزِ ہجراں نکنم

اگر کسی دن وصال کا لمحہ دوبارہ میسر ہو تو اُس کے ساتھ ہجر کے دنوں کے گِلے شکوے نہ کروں۔

الٰھی! تیری عزت کے جلال نے اشارے کی جگہ نہیں چھوڑی اور تیرے محو و اثبات نے نسبت کی راہ برداشت کی تو جو کچھ بندہ کے ہاتھ میں تھا گم ہو گیا۔

خداوندا! تیری آن بڑھ جاتی ہے اور بندے کی آن کم ہو جاتی ہے تاکہ آخر میں بھی رہ جائے کہ جو اول تھا وہی سچ ہے۔

...خت ہمہ در نہادِ آب و گل ماست   پیش از دل و گلِ چہ بود آں حاصلِ ماست

...ہمارے وجود کی فطرت میں مشقت ہی مشقت ہے، دل اور مٹی سے پہلے جو تھا وہی ...اصل ہے۔

الٰھی! میں وہ دن کیسے واپس لاؤں کہ تو میرا تھا اور میں نہ تھا تو پھر اُس دن تک کیسے پہنچوں کہ آگ اور دھوئیں کے درمیان ہوں، اگر دو جہان کے بدلے بھی وہ دن

پالوں تو فائدہ میں ہوں، اگر ہو تو خود کو پاؤں اور اگر نہ ہو تو خوش رہوں۔

خدایا! میں کہاں تھا کہ تو نے مجھے بلایا، "میں" میں نہیں ہوں کیونکہ تو میرا ہو گیا

الٰهی! اُسے نہ دُرکار جسے تو نے خود بلایا ہے، اُس گناہ کو ظاہر نہ کر جسے تو نے خود چھپایا ہے۔

اے کریم ! تو نے خود اُٹھا لیا ہے کسی نے نہ کہا کہ چھوڑ دے، اب اگر تو نے مجھے لے لیا تو مجھے نہ چھوڑ اور اپنے لطف کے سائے میں رکھ اور اپنی رحمت اور فضل کے علاوہ کسی کے سپرد نہ کر۔

الٰهی! تیری عنایت کا پانی پتھر تک پہنچا تو پتھر بار آور ہو گیا، پتھر نے درخت اُگایا، درخت میوہ دار ہو گیا، کیسا درخت؟ ایسا درخت جس کا سب پھل خوشی، جس کا مزہ تمام محبت، جس کی خوشبو مکمل آزادی، وہ درخت کہ جس کی جڑ وفا کی زمین میں، اس کی شاخ رضا کے لئے، اس کا پھل معرفت اور خلوص، اُس کا حاصل دیدار و ملاقات ہے۔

الٰهی! تیرے نام سے زبانیں گویا ہوئیں، تیرے نام پر جانیں قربان ہوئیں، بیگانے آشنا ہوئے، بدصورت خوبصورت ہو گئے، کام بن گئے اور راستے ظاہر ہو گئے۔

الٰهی! تیرے نام سے اہلِ شوق کی آنکھیں رو رہی ہیں، عارفوں کے دل جلے ہوئے، فریفتہ ہونے والوں کے سروں میں آہ فغاں، عاشقوں کے جسم بے جان ہیں۔

الٰهی! تیرے نام کی برکت سے جانیں تیرے پیغام کی اسیر، عارف تیرے جال میں پڑے ہوئے، اہلِ شوق تیرے جامِ محبت سے مست، کیا ہی اچھا ہے اُس شخص کا حال کہ جس نے اِس پیالے سے شربت پیا، یا اس راستے پر ایک منزل چلا، اس کا دل نورِ حق سے روشن، روحِ انس سے زندہ، شوکتِ وصال سے خوش، کبھی مشاہدے کی

حیرت میں جلال کو کھولنے والا اور کبھی وجود کے سمندر میں لطف و جمال میں ڈوبا ہوا۔

در عشقِ تو من کیم کہ در منزلِ من   از وصلِ رُخت گُلی دَمَد بر رگلِ من

ایں بس نبود ز عشقِ تو حاصلِ من   کآراستہ وصلِ تو باشد دلِ من

تیرے عشق میں، میں کون ہوں کہ میری منزل میں تیرے رُخ کے وصل سے میری مٹی پر ایک پھول اُگتا ہے، تیرے عشق سے میرا حاصل یہی کافی نہیں کہ تیرا وصل میرے دل میں آراستہ ہے۔

الٰھی! تیرے وجود سے ہر مفلس کا ایک نصیب ہے، تیرے کرم سے ہر دردمند کا کوئی طبیب ہے، تیری وسیع رحمت سے ہر شخص کا ایک حصہ ہے، تیری بہت زیادہ بخشش سے ہر نیازمند کیلئے ایک قطرہ ہے۔ ہر مومن کے سر پر تیری طرف سے ایک تاج ہے، ہر محبّ کے دل میں تیری جناب سے ایک چراغ ہے، ہر عاشق کو صرف تجھ سے سروکار ہے، ہر منتظر کیلئے آخری دن دیدار ہے۔

الٰھی! یہ کیسا بُرا دن ہے؟ میں ڈرتا ہوں کہ تجھ سے سوائے حسرت کے مجھے کچھ نصیب نہیں۔

خداوندا! اپنی قسمت سے کیسے بچوں؟ اپنے ہونے سے کیسے بھاگوں؟ بے چارہ کو کیسے ملاؤں؟ اور اس بیابان سے کہاں نکل جاؤں؟

اے کریم! میرا دل حسرت کی کان ہے اور میرا جسم درد و غم کا سرمایہ، نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب کیوں میرا نصیب ہے؟ میرا بس نہیں چلتا۔

مرا تا باشد ایں دردِ نہانی   تو را جویم کہ درمانم تو دانی

مجھے جب تک یہ اندرونی درد رہتا ہے، تجھے تلاش کرتا ہوں کیونکہ میرا علاج صرف

تو ہی جانتا ہے۔

الٰھی ! اے مناجات کرنے والوں کی زبان کھولنے والے، ذکر کرنے والوں کی خلوتوں میں محبت کو بڑھانے والے، رازداروں کی جانوں میں حاضر و موجود!

خداوندا ! اُس شخص کی حاجت میں نظر فرما کہ اُسے تجھ سے ایک حاجت سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

الٰھی ! صادقین کے دعویٰ کی حقیقت، دوستوں کی جانوں کو روشن کرنے والے، غریبوں کے دل کا آرام، جب جان کے اندر موجود ہے تو بے دِلی سے کہتا ہوں کہ کہاں ہے؟ زندگی کی جان اور یاد سے آراستہ، اپنا خود ہی ترجمان، تجھے تیری قسم کہ ہمیں غرور کے سایہ میں نہ ڈالنا اور اپنے وصال تک پہنچانا۔

الٰھی ! میں نے اپنی ہر صفت تیری چاہت پر موقوف کر دی، جس نام سے بھی مجھے پکارتے ہیں تیری غلامی سے معروف ہوں، جب تک جان ہے اس کوچہ سے اپنا سامان نہ اُٹھاؤں گا، ہر شخص کہ جس کا ناز تو ہے، بہشت اُس کی غلام ہے، اور وہ کہ جس کی زندگی میں تو ہے زندۂ جاوید ہے۔

خداوندا ! تیرا کلام دل کا چین ہے، تیرا دیدار زندگی کی جان، زبان تیری یاد پر ،دل محبت پر اور جان تیرے ظہور پر ناز کرتے ہیں۔

الٰھی ! اگر تو فضل کرے تو دوسروں کے عدل اور ظلم کی کیا حیثیت ہے؟ اور اگر تو عدل کرے تو دوسروں کا فضل ہوا کی مانند (کچھ نہیں)

اے مالک ! جو کچھ میں نے تجھ سے دیکھا ہے وہ دونوں جہانوں کو آراستہ کر دیتا ہے، حیرت ہے کہ میری جان تجھ سے نہ آئے۔

الٰھی ! تو کتنا پوشیدہ اور کتنا ظاہر ہے کہ میرا دل حیران اور جان قربان ہوگئی۔ تو کب تک پردے اور تجلی میں رہے گا؟ وہ دائمی جلوہ کب ہوگا؟

خداوندا ! کبھی بلاتا ہے اور کبھی دھتکار دیتا ہے، اُس دن کی آرزو میں گھل گیا ہوں جس دن صرف تو رہ جائے، تو کب تک پھینکتا رہے گا اور اُٹھاتا رہے گا؟ یہ کیا وعدہ ہے؟ اتنا انتظار، اتنی دیر۔

الٰھی ! یہی ہوا، ہے اور ہوگا، میں تیری شان کی قدر و قیمت نہیں جانتا، جو تیرے لائق ہے نہیں کرسکتا، اپنی بیچارگی میں سرگرداں ہوں، روز بروز نقصان میں ہوں، مجھ جیسا دیکھنے میں جیسا بھی ہے، اندھیرے میں فریاد کرتا ہوں کہ خود کس چیز پر ہوں؟ میں نہیں جانتا، نظریں تجھ پر ہیں کہ تو رہے اور میں نہ رہوں۔ میں کون ہوں؟ جو وہ دن دیکھوں، اگر دیکھوں تو اُس پر جان وار دوں۔

الٰھی ! ایک وقت تھا میں تجھے تلاش کرتا تھا تو خود کو پاتا تھا، اب خود کو ڈھونڈتا ہوں تو تجھے پاتا ہوں۔ اے محبّ کی یاد، محبت کی یادگار جب تو موجود ہے تو اس تلاش کا کیا کام؟

الٰھی ! جو ملا ہوا ہے اُسے تلاش کرتا ہوں، صاحبِ بصیرت سے کہتا ہوں کیا ڈھونڈتا ہوں جو میرے پاس ہے؟ کیونکہ سمجھتا ہوں کیا کہتا ہوں؟ اس تلاش وجستجو کا شیدا ہوں، اس قیل وقال کا اسیر ہوں۔ اے ہر دن سے پہلے اور ہر شخص سے جدا! مجھے اس سوز میں ہزار خوشیاں بھی کافی نہیں۔

الٰھی ! ازلی عنایت سے تو نے ہدایت کا بیج بویا، پیغمبروں کی رسالت سے پانی دیا، توفیق کی مدد سے پرورش کی، اپنی نظر سے پھل دار کیا۔ الٰہی! اب یہ اس لائق ہے

کہ قہر کی زہریلی ہوا اس سے دور رکھے، اور ازلی عنایت کی کھیتی کی ابدی نگہبانی سے مدد کرے۔

الٰھی ! کبھی روتا ہوں کہ شیطان کے اختیار میں ہوں، شدید تاریکی میں دیکھتا ہوں پھر اچانک ایک نور چمکتا ہے کہ تمام بشریت اس کے پہلو میں غائب ہو جاتی ہے۔

خدایا ! کبھی تجھ سے کہتا ہوں اور کبھی تجھ سے سنتا ہوں، اپنے جرم اور تیرے لطف کے درمیان غور و فکر کرتا ہوں، میں نے جو کشید کیا سو کیا جب تیری آواز سنی سب شیریں ہو گیا۔

الٰھی ! تو نے ازل سے ہمیں اپنی آغوش میں لیا ہے اور کسی نے نہ کہا کہ چھوڑ دے، اب جب کہ تو نے اپنی آغوش میں لیا ہے، نہ چھوڑ اور اپنے کرم کے سایہ میں رکھ۔

الٰھی ! وہ جو چاہا ہوا نہ تھا، وہ حاصل ہوا، اُس کا چاہنے والا کون ہے؟ اور جو بدلے سے بالاتر ہے اس کے پہلو میں پوچھ گچھ کیسی؟ پس احسان کی بارش سے ہے جو کچھ ہے، بہار اُسی کے دم سے ہے باقی عقل اور کوشش آدمی کی محنت ہے۔

الٰھی ! مجھے ایک درد ہے جو اچھا نہیں ہوتا، یہ درد میرے لئے درست ہے، اپنے درد سے دردمندی خوشی سے ہے کسی کو کیا لینا دینا؟

الٰھی ! کبھی خود کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں مجھ سے زیادہ عاجز اور ضعیف کون ہے؟ کبھی تجھ کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں مجھ سے بہتر کون ہے؟ بندہ جب اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو تحقیر کی زبان سے اپنی ٹوٹ پھوٹ بیان کرتا ہے۔

پُر آب دو دیدہ و پُر آتش جگرم　　　پُر باد دو دستم وپُر از خاک سرم

میری آنکھوں میں آنسو اور جگر میں آگ بھری ہے، میرے دونوں ہاتھ ہوا سے پُر اور سر پر خاک پڑی ہے۔

جب اللہ کا کرم اور پروردگار کا فضل دیکھتا ہے تو زبان سے خوشی اور نعمت کی آزادی کا ذکر کرتا ہے۔

چہ کند عرش کہ غاشیۂ من بکشد　　　چوں بہ دل غاشیۂ حکم وقضای تو کشم

بوی جان آیدم از لب چو حدیث تو کنم　　　شاخِ عز رویدم از دل چو بلای تو کشم

کیا کرے عرش کہ وہ میرا مطیع وفرمانبردار ہے، جب دل تیرے حکم اور تقدیر کا فرمانبردار ہے۔لب سے جان کی خوشبو آتی ہے جب تیری بات کرتا ہوں، جب تیری آزمائش میں ہوتا ہوں تو دل سے ارجمندی کی شاخ پیدا ہوتی ہے۔

الٰھی! میں دو ہاتھ خالی لایا ہوں، اچھے دنوں کی امید میں جل گیا ہوں، کیا ہوا گر تو اس دکھیا دل پر مرہم لگا دے۔

الٰھی! اے آشناؤں کے دلوں پر پشیمانی کا غم لانے والے، اے توبہ کرنے والوں کے دل میں سوز ڈالنے والے، اے اعتراف کرنے والوں اور گنہگاروں کو قبول کرنے والے! کوئی لوٹ کر نہیں آتا جب تک تو واپس نہ لائے، کسی کو راستہ نہ ملے جب تک تو دستگیری نہ کرے، ہاتھ تھام لے کہ تجھ جیسا کوئی دستگیر نہیں، پناہ میں لے لے کہ تیرے سوا کوئی پناہ نہیں، ہماری پوچھ گچھ کا تیرے سوا کوئی جواب نہیں، ہمارے درد کی تیرے بغیر کوئی دوا نہیں اور ہمارے اس غم میں تیرے سوا کوئی راحت نہیں۔

الٰھی! تو نے اپنے دوستوں کو اپنے کرم سے ظاہر فرمایا یہاں تک کہ ایک گروہ

کوشرابِ محبت سے مست کردیا، ایک گروہ کو خوف کے دریا میں غرق کردیا، نزدیک سے آواز سنوائی، دور کا پتہ بتایا، غلام کو پھر بلایا اور اس وقت خود پوشیدہ ہوگیا۔ پردے کے پیچھے سے خود کو ظاہر کیا اور اپنی بزرگی کے نشان کا جلوہ دکھایا یہاں تک کہ اُن جواں مردوں کو دہشت کی وادی میں گم کردیا اور اُن کو بے تابی و بے طاقتی میں حیران و پریشان کردیا۔ اُن انصاف چاہنے والوں کا منصف تو ہی ہے، انصاف دے کہ وہ تجھ سے ہی فریاد کرتے ہیں، اُن مقتولوں کا خون بہا بھی تو ہی ہے، اُن ڈوبے ہوؤں کا دستگیر بھی تو ہی ہے، اُن گمشدگان کا راہنما بھی تو ہی ہے، تو وہ گمشدہ کیسے راہ پر آئیں اور ڈوبے ہوئے کہاں کنارے لگیں اور وہ گھائل جائیں کہاں آرام پائیں اور اس پوشیدہ قصہ کا کب جواب آئے اور اُن کی شبِ انتظار کا سویرا کب ہو؟

یار از غم من خبر ندارد گوئی　　یا خواب بمن گذر ندارد گوئی

تاریک تر است ہر زمانی شبِ من　　یا رب شبِ من سحر ندارد گوئی

گویا یار کو میرے غم کی خبر نہیں یا میری خواب میں اُس کا گذر نہیں، ہر لمحہ میری رات تاریک تر ہے، یارب! گویا میری رات کی سحر نہیں۔

الٰھی! ہمارے بغیر ہی تو نے اپنا کام اچھی طرح انجام دیا، اپنے چراغ کو تو نے ہمارے بغیر ہی اپنی مہربانی سے روشن کیا، ہمارے بغیر ہی بندہ نوازی کرتے ہوئے غیب سے نوری پوشاک تو نے بھیجی، جب غلام کو اپنے کرم سے تو اِس آرزو تک لایا ہے ،کیا ہو؟ اگر اپنے کرم سے ہم کو کامیاب کردے۔

الٰھی! تو ہی ہے جس نے دوستوں کے دلوں پر نورِ تجلی کو روشن کیا اور اُنکے سروں میں محبت کے چشمے جاری کیئے، تو ظاہر ہے اور اپنے ظہور کو دو جہان میں مخفی کیا ہوا

ہے، اے آشناؤں کی آنکھ کا نور، دوستوں کے دل کا سوز، نزدیک والوں کی جان کا سرور، سب تم ہی تھے اور تم ہی ہو، تو دور نہیں کہ تجھے تلاش کریں، نہ غافل کہ تجھ سے پوچھیں اور نہ تجھ کو تیرے بغیر پا سکتے ہیں۔

الٰھی ! جو نشانیاں میں شمار کرتا ہوں وہ پردہ ہے اور جو میں جانتا ہوں وہ فضول ہے

خداوندا ! ایک بار یہ میرا پردہ مجھ سے اُٹھا لے اور میری ہستی کا عیب مجھ سے دور کر دے، مجھے کوشش کے ہاتھ میں نہ چھوڑ۔

اے میرے خدا ! ہمارا کردار نہ دیکھ، ہماری زبان ہم سے دور رکھ۔ اے بھلا کرنے والے کردگار! جو کچھ ہمارے بغیر تو نے بنایا، ہمارے بغیر ہی درست رکھ اور جو بھی برتاؤ تو کرے ہمارے سپرد نہ کر۔

از بس کہ دو دیدہ در خیالت دارم　　در ہر چہ نگہ کنم توئی پندارم

یہی کافی ہے کہ دو آنکھیں تیرے خیال میں ہیں، جس چیز میں بھی نظر کرتا ہوں تیرا ہی خیال کرتا ہوں۔

الٰھی ! مجھے اپنا راستہ دکھا اور پھر مجھے میری قید سے رہائی عطا کر، اے اپنی ذات تک پہنچانے والے مجھے پہنچا کہ خود بخود کوئی نہیں پہنچا۔

اے خدا ! تیری یاد عیش ہے اور تیری محبت جشن، تیری پہچان شاہی ہے اور تیری یاد مسرت، تیرا متلاشی جان کے ہوتے ہوئے مرا ہوا ہے، تیرا حصول صور کے بغیر ہی قیامت ہے۔

الٰھی ! تیری پہچان کے بغیر کوئی خوشی نہیں، اور نہ ہی تیرے حصول کے بغیر زندگی ، تیرے بغیر زندگی غلامی ہے اور تیرے ساتھ زندہ ہی اصل میں زندہ ہے اور یہی زندگی

ہے۔

غم کی خورد آنکہ شادمانیش توئی　　یا کی مُرد اُو کہ زندگانیش توئی

در نسیۂ آں جہاں کجا دل بندد　　آنکس کہ بہ نقدِ ایں جہانیش توئی

اُسے کیا غم جس کی خوشی تو ہے، وہ کیسے مرے جس کی زندگی تو ہے، اُس جہان کے اُدھار میں وہ کہاں دل لگائے کہ جس کا اِس جہاں میں نقد بھی تو ہے۔

الٰھی ! اے حاصل وحصول! مست کی اپنی نفی کے بغیر کیا نشانی بتائیں، ساری مخلوق کو دوری سے تکلیف ہے اور اس بیچارے کو قرب سے، سب کو پانی نہ ملنے کی پیاس ہے ، ہم کو سیرابی کی۔

اے عاشقِ دل سوختہ اندوہ مدار　　روزی بمراد عاشقاں گردد کار

اے دل جلے عاشق غم نہ کر، ایک دن عاشقوں کی مراد پوری ہوگی۔

الٰھی ! اے ہر چیز کو جاننے والے اور ہر کام کے بنانے والے اور ہر شخص کو رکھنے والے! نہ کسی کو تیرے ساتھ شرکت اور نہ کسی کو تجھ سے بے نیازی، کام کو حکمت سے کرتا ہے اور کرم سے بناتا ہے، نہ ظلم سے اور نہ کھیل سے۔

اے مالک ! بندے کو اپنی سمجھ سے تیرے کام میں چون وچرا کی مجال نہیں اور نہ کسی کو تجھ سے فرمائش، سب سزائیں تو نے مقرر کیں اور سب آوازیں تو نے بنائیں۔ نہ تو کسی سے اور نہ تجھ سے کوئی، سب تجھ سے تیرے ساتھ، سب تو ہی ہے اور بس تمام مخلوقات فانی اور حق یکتا خود سے باقی ہے۔

نامِ تو شنید بندہ دل داد بتو　　چوں دید رُخِ تو دل داد بتو

تیرا نام سنا تو بندے نے تجھے دل دے دیا، جب تیرا چہرا دیکھا تو دل تجھ پر قربان

کردیا۔

الٰھی ! اپنی عنایت سے ہدایت عطا فرمائی، اپنی مدد سے خدمت کا بیج بویا، پانی کے پیغام سے اس کی پرورش کی اور اپنی نظر کرم سے محبت کا وافر میوہ پہنچایا، اب چاہیئے کہ مکر کا زہر اُس سے دور رکھے اور وہ بنیاد جو تو نے رکھی ہے، ہمارے گناہ کی وجہ سے خراب نہ کرے۔

اے مالک ! تو کمزوروں کی پناہ، قصد کرنے والوں کے راستے پر رہنما اور وجدان کی گواہی، کیا ہوا گر اضافہ کرے، کم نہ کرے۔

روضۂ روحِ من رضائے تو باد　　قبلہ گاہم درِ سرائے تو باد
سُرمۂ دیدۂ جہاں بینم　　تو بود گردِ خاکِ پائے تو
گر ہمہ رائے تو فنائے من است　　کارِ من مُرادِ رائے تو
شد دلم ذرّہ وار درِ ہوست　　دلم ایں ذرّہ در ہوائے تو

میری روح کا گلشن تیری رضا ہو، میری قبلہ گاہ تیری سرائے کا دَر ہو، دنیا کی آنکھ کا سُرمہ سمجھتا ہوں جو تیرے پاؤں کی خاک ہو جائے، اگر تیرے سب ارادے میری فنا میں ہیں تو میرا کام تیرے ارادہ کے پورا ہونے میں ہے، میرا دل تیری چاہ میں ذرے جیسا ہو گیا ہے، میرا دل یہ ذرہ تیری ہی آرزو میں ہو جائے۔

الٰھی ! تو وہ ہے کہ وہموں کے احاطہ سے باہر ہے اور عقلوں کے اِدراک سے محفوظ، آنکھوں سے ادراک نہ کیئے جانے والے ، ہر عاشق کے کارساز، ہر غمزدہ کو خوشی دینے والا، حکم میں ''کیوں'' کے بغیر، ذات میں ''عدد'' کے بغیر اور صفات میں ''کیسے'' کے بغیر۔

تو لالۂ سُرخ و لؤلؤ مکنونی   من مجنونم تو لیلی مجنونی
تو مشتریان با بضاعت داری   با مشتریانِ بے بضاعت چونی

تو سرخ لالہ (پھول) اور پوشیدہ موتی ہے، میں مجنوں ہوں اور تو اس مجنوں کی لیلی ہے، تو بہت مال والے خریدار رکھتا ہے، بے زر خریداروں کے ساتھ تو کیسا ہے؟

الٰھی ! اس بیچارے کا نصیب اس کام میں سب دکھ درد ہے، میرا یہ سارا درد مبارک ہے، بیچارہ ہے وہ شخص جو اس درد سے جدا ہے، بے شک جو شخص اس درد پر ناز نہ کرے وہ جوانمرد نہیں۔

من گریہ بہ خندہ در ہمی پیوندم   پنہاں گویم بہ آشکارا خندم
اے دوست گماں مبر کہ من خرسندم   آگاہ نہ ای کہ چوں نیاز مندم

میں رونے کو ہنسی کے ساتھ جوڑ رہا ہوں، چھپ کر روتا ہوں اور ظاہری طور پر ہنستا ہوں، اے دوست یہ خیال نہ کر میں خوش ہوں، کیا تجھے پتہ نہیں کہ میں نیاز مند ہوں۔

الٰھی ! تیرے دوستوں کے دل میں عنایت کا نور ظاہر ہے اور جانیں تیرے وصال کی آرزو میں حیران اور شیدا ہیں، تیرے جیسا مولا کون ہے؟ تیرے جیسا دوست کہاں ہے؟

الٰھی ! جو کچھ تو نے دیا نشان ہے اور آئین یگانہ ہے، جو ہم نے پایا پیغام ہے اور خلعت اپنی جگہ پر ہے۔

خدایا ! تیرا نشان دل کی بیقراری اور جان کو غارت کرنے میں ہے اور وصال کی پوشاک مشاہدۂ جلال میں ہے۔

روزی کہ سر از پردہ برُوں خواہی کرد   دانم کہ زمانہ را زبوں خواہی کرد

گر زیب و جمال از این فزوں خواہی کرد   یارب چہ جگر ہاست کہ خوں خواہی کرد

جس روز تو سر کو پردہ سے باہر نکالے گا، تو جانتا ہوں کہ تو دنیا کو تباہ کر ڈالے گا۔ اگر اپنی زینت اور جمال کو اس سے زیادہ کرے گا تو یارب! کتنے ہی جگر خون کر دے گا۔

اے وہ مالک کہ آسمان اور فرشتوں کا محافظ تو ہی ہے، اے وہ بزرگ و برتر کہ چاند سے مچھلی تک (سب کچھ) کو رکھنے والا تو ہی ہے۔ اے وہ کریم کہ دعا کو سننے والا تو ہی ہے، اے دلنواز کہ عطا دینے والا تو ہی ہے، اور گناہ کو مٹا دینے والا تو ہی ہے، اے بے مثل کہ جلال و جمال کی صفات میں ہمیشہ رہنے والا تو ہی ہے، عاصیوں کو دھونے والا تو ہی ہے، اور طالبوں کا متلاشی تو ہی ہے۔

بنمای رہی کہ رَہ نمایندہ توئی   بکشای دری کہ در کشایندہ توئی

زنگار غماں گرفت دورِ دلِ من   بزد ای کہ زنگِ دل زدایندہ توئی

مجھے راستہ دکھا کہ راہ بتانے والا تو ہی ہے، دروازہ کھول دے کہ دروازہ کھولنے والا تو ہی ہے، غموں کے زنگ نے میرے دل کی دھڑکن کو پکڑ لیا ہے، میرے دل کے زنگ کو اُتار دے کہ ایسا کرنے والا تو ہی ہے۔

الٰھی! تو اپنی ذات میں بے مثال ہے، صفات میں تجھ جیسا کوئی نہیں، گنہگاروں کو بخشتا ہے اور ان کے پردے بھی رکھتا ہے۔ خوبصورت کاریگر اور شیریں گفتار، رازوں کو جاننے والا، بھیدوں کا علم رکھنے والا، عیب والوں کا خریدار، گرے ہوؤں کا ہاتھ پکڑنے والا اور لاچار کا مددگار۔

اے مونس دیدہ با ضمیرم یاری   اندر دلِ من نشستۂ بیداری

گر با دگری قرار گیرد دلِ من   از جانِ خودش مباد بر خورداری

اے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے قرار تم جاگ کر میرے دل میں بیٹھے ہو، اگر میرا دل کسی دوسرے سے قرار پکڑے تو اپنی جان سے کوئی نفع حاصل نہ کر پاؤں۔

الٰھی ! میرا درد میں رونا اُس درد کے زوال کے خوف سے ہے، جو اپنے دوست کے لگائے زخم سے روتا ہے وہ دوست کی محبت میں نامرد ہے۔اے جوان اگر اس کام کا حوصلہ رکھتا ہے تو راستے کا قصد کر، بلا کا شربت نوش کر اور دوست کو اس پر گواہ بنا اگر ناز سے سلامتی نہ ہو تو بات چھوٹی کر (چپ رہ)

الٰھی ! اُس گروہ کو آزمائش کے کوچہ میں لے آئے ہو اور اُن پر بلائیں اور مصیبتیں ڈال دی ہیں۔ یہی ایک گروہ ہزار میں بٹ گیا ہے اور سب نے امتحان سے منہ موڑ لیا ہے مگر ایک چھوٹے گروہ نے منہ نہیں پھیرا اور عاشقوں کی طرح مصیبتوں میں سر رکھ دیا اور بلا سے نہ ڈرے اور کہا ہمیں یہی دولت کافی ہے کہ تیرے غم کو برداشت کر پائے اور تیرے غم کی مصیبت اُٹھالی اور ہر ایک زبانِ حال سے کہتا ہے:

من کہ باشم کہ بہ تن رختِ وفای تو کنم　　دیدہ حمّال کنم بارِ جفای تو کشم

گر تو بر من بتن و جان و دلی حکم کنی　　ہر سہ را رقص کناں پیشِ ہوای تو کشم

میں کون ہوں کہ جسم کے ساتھ تیری وفا کا سامان کروں، آنکھ کو مزدور بناؤں اور تیری جفا کا بوجھ اُٹھالوں، اگر تو مجھے جان جسم اور دل کا حکم کرے تو تینوں کو تیری آرزو میں رقص کرتے ہوئے پیش کر دوں۔

الٰھی ! تو خود ہی اپنی یاد میں ہے اور میں تیری یاد میں ہوں، تو خود ہی اپنی چاہت پر ہے اور میں تیرے دستور پر۔

سرِ سروراں بستۂ دامِ تو　　دلِ دلبراں دفترِ نامِ تو

بیک دم دو صد جان آزاد را　　کند بندہ یک دانہ از دامِ تو

بسا عقل آسودہ دل را کہ کرد　　سراسیمہ یک قطرہ از جامِ تو

سرداروں کے سر تیرے جال میں پھنسے ہیں اور دلبروں کے دل تیرے نام کے دفتر ہیں تیرے جال کا ایک دانہ سینکڑوں آزاد جانوں کو ایک لمحے میں غلام بنا لیتا ہے۔ کئی عقلوں، آسودہ دلوں کو کس نے مضطرب کر دیا؟ تیرے جام کے ایک قطرہ نے۔

الٰھی ! تیرا ذکر شوق والے کا حصہ ہے اور آنکھ کی بینائی، جان کی دولت، آئینِ جہاں، تیری دوستی کا ایک ذرہ دو جہاں سے بڑھ کر ہے۔ دوست کے ہمراہ ایک لمحہ جان سے زیادہ اچھا ہے، دوست کے ساتھ ایک سانس ہمیشہ کی بادشاہی ہے، پیارا وہ بندہ ہے جو اس کے لائق ہے، یہ کیا کام ہے جو بے نام ونشان ہے، شغل بندے کا ہے اور بندے سے پوشیدہ ہے، وہ رفیق جسے اس کی طاقت نہیں مگر اُس کے ساتھ قصد کرنے والا ہے اور وہ جو اس کا طالب ہے آگ میں بھی نازاں ہے۔

اَر دستت از آتش بود　　ما را از گُل مفرش بود

ہر چہ از تو آید خوش بود　　خواہی شفا خواہی اَلم

اگر تیرا ہاتھ آگ سے ہو تو ہم پھول سے بھاگ جائیں، جو تیری طرف سے آئے اچھا ہے چاہے شفا ہو چاہے بیماری۔

الٰھی ! میں تیری شان کی قدر و قیمت نہیں جانتا، جو تیرے لائق ہے نہیں کر سکتا، اپنی بیچارگی میں سرگرداں ہوں، روز بروز نقصان میں ہوں، مجھ جیسا دیکھنے میں جیسا بھی ہے، اندھیرے میں فریاد کرتا ہوں کہ خود کس چیز پر ہوں میں نہیں جانتا، نظریں اُس روز پر ہیں کہ تو رہے اور میں نہ رہوں۔ میں کون ہوں؟ جو وہ دن دیکھوں، اگر

دیکھوں تو اُس پر جان وار دوں۔

الٰھی ! بے باپ یتیم کی طرح رو رہا ہوں، اپنے دشمن کے ہاتھ میں تھکا ماندہ ہوں اپنے گناہ سے گھائل ہوں، اپنے آپ نقصان میں ہوں، عمر خراب اور زمانے کا مفلس میں ہی ہوں۔

اے مالک ! میری فریاد سن کہ اپنی بے بسی پر فریاد کر رہا ہوں، اے خدا! افسوس کہ اپنا روزگار برباد کر بیٹھا ہوں اور نعمت عطا کرنے والے کی نعمت کا شکر ادا نہیں کیا، افسوس کہ اپنی عمر کی قدر نہ جانی اور دنیا کے کام سے مالک کی فرمانبرداری کی طرف نہ چلے، افسوس کہ عمرِ عزیز بسر ہوگئی اور وقت ہاتھ سے نکل گیا۔

اے خداوندانِ مال الاعتبار الاعتبار اے خداوندانِ قال الاعتذار الاعتذار
پیش ازیں کایں جان عذر آور فرو ماند زنطق پیش ازاں کایں چشمِ عبرت بیں فرو ماند زکار
توبہ پیش آرید وناد م از گنہگاری خویش چشم گریاں جان لرزاں روسوی پروردگار

اے مال والو! عبرت پکڑو عبرت، اے قیل وقال والو! معذرت کرو معذرت اِس سے پہلے کہ یہ معذرت کرنے والی جان بولنے سے رہ جائے، قبل اس کے کہ یہ عبرت پذیر آنکھ کام چھوڑ دے۔ توبہ کیجئے اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں، روتی آنکھ اور لرزتی جان سے اپنے پروردگار کی طرف منہ کریں۔

الٰھی ! اے تلاش کئے بغیر پائے ہوئے، بن دیکھے ظاہر، اے پوشیدہ میں ظاہر اور ظہور میں پوشیدہ! تیرا حصول ایک دن خود ہو جاتا ہے، اچانک تجھے پانے والا نہ خوشی میں مشغول ہے نہ غم میں، ہمارے ذمہ ایک کام ہے جو لفظوں سے نہیں ہو سکتا۔

الٰھی ! ساری زندگی تیری یاد سے ہے، ساری خوشی تیرے حصول سے ہے اور جان

تو وہ ہے جس میں تیری پہچان ہو۔

الٰھی ! جوانمردوں کی جانوں سے نزدیک، ذاکروں کے دلوں میں موجود، قریب سے تیرا پتہ دیتے ہیں مگر تو اس سے بالا ہے، تجھے دور سے تلاش کرتے ہیں اور تو جان سے بھی زیادہ قریب ہے، میں نہیں جانتا کہ تو جان میں ہے یا خود جان ہے، تم نہ یہ ہو نہ وہ، جان کیلئے زندگی چاہئے، تم وہی ہو۔

روزی کہ مرا وصلِ تو در چنگ آید   از حالِ بہشتیاں مرا ننگ آید

ایک دن مجھے تیرا وصال چنگ کے ساز میں ہو گیا تو مجھے جنتیوں کے حال پر شرم آئی۔

الٰھی ! تیری شان عظیم ہے، تو ہمیشہ مہربان ہے، قدیم احسان اور روشن دلیل والا، چھپا ہوا بھی اور ظاہر بھی، آنکھوں سے مخفی اور جانوں کیلئے ظاہر، نہ کسی چیز جیسا ہے کہ کہوں تو اِس طرح کا ہے، تو وہی ہے جو تو نے خود فرمایا ہے اور جیسا تو نے کہا ویسا ہی ہے۔

الٰھی ! وہ جو حق کو دلیل سے تلاش کرتا ہے وہ خوف اور طمع سے پوجا کرتا ہے، وہ جو کہ حق کو احسان سے دوست رکھتا ہے وہ تکلیف کے دن پھر جاتا ہے، وہ جو حق کو اپنے آپ میں ڈھونڈتا ہے وہ غیر حاصل کو بھی حاصل سمجھتا ہے۔

الٰھی ! عارف تجھ کو تیرے نور سے جانتا ہے اور وجود کی شعاع سے عبارت نہیں بنا سکتا، محبت کی آگ میں جلتا ہے اور ناز سے واپس نہیں پلٹتا۔

ایں جہان وآں جہان وہر چہ ہست   عاشقاں را روئے معشوق است وبس

گر نباشد قبلۂ عالم مُرا   قبلۂ من کوئے معشوق است وبس

یہ دنیا اور وہ دنیا اور جو کچھ بھی ہے، عاشقوں کو محبوب کا چہرہ ہی کافی ہے، اگر میرے

لئے قبلۂ عالم نہ ہوتو میرا قبلہ معشوق کا کوچہ ہی ہے اور بس۔

الٰھی ! تو وہ ہے کہ بندہ سے برائی دیکھتا ہے اور سزا میں جلدی نہیں کرتا، بندے سے کفر سنتا ہے مگر اس سے نعمت واپس نہیں لیتا، توبہ اور رجوع کی راہ دکھاتا ہے اور اپنے خطاب کے پیغام سے اُسے واپس بلاتا ہے، اگر باز آجائے تو اُس سے بخشش کا وعدہ کرتا ہے، پس جب برے دشمن کے ساتھ تیرا سلوک ایسا ہے تو نیکوکار دوستوں کے کیساتھ ہوگا؟

الٰھی ! اپنے پانے میں تو مددگار اور یاددلانے والا، صادقین کے دعوی کی حقیقت ،دوستوں کی جانوں کو روشن کرنے والے، غریبوں کے دل کا آرام، جب جان کے اندر موجود ہے تو بے دِلی سے کہتا ہوں کہ کہاں ہے؟ جان کو زندگی چاہئے اور وہ تو ہی ہے، اپنا خود ہی ترجمان، تجھے تیری قسم کہ ہمیں غرور کے سایہ میں نہ ڈالنا اور اپنے وصال تک پہنچانا۔

چشم ہمی بخواہد دیدارت　　گوشم ہمی بخواہد گفتارت

ہمّتِ بلند کردند ایں ہر دو　　ہر چند نیستند سزاوارت

میری آنکھ تیرے دیدار کی خواہش مند ہے، میرے کان تیرا کلام سننا چاہتے ہیں، اِن دونوں نے ہمت بڑھائی ہر چند کہ تیرے لائق نہیں ہیں۔

الٰھی ! ازلی عنایت سے تو نے ہدایت کا بیج بویا، پیغمبروں کی رسالت سے پانی دیا، توفیق کی مدد سے پرورش کی، اپنی نظر واحسان سے پھل دار کیا۔ اب تیرے کرم سے چاہتا ہوں کہ غضب کے زہر سے اسے بچائے رکھنا اور عطا کی ہوا اس پر چلانا، اور ازلی عنایت کی کھیتی کی ابدی نگہبانی سے مدد کرنا۔

الٰھی! درد کے ساتھ وقت کو ناز سے گذارتا ہوں اور اضافہ کئے جاتا ہوں اِس امید کے ساتھ کہ جب اِس درد میں پگھلتا ہوں تو درد و آرام دونوں تج دوں۔

الٰھی! تیرے دوست بزرگ افسرانِ لشکر، بے زر برگزیدہ دولت مند ہیں، نام سے درویش ہیں لیکن حقیقت میں اپنی دنیا کے تونگر ہیں۔ درد رکھتے ہیں لیکن اُسے بیان کرنے سے بے زبان ہیں۔

الٰھی! اگرچہ اپنی بدعملی سے تکلیف میں ہوں لیکن تیری مفلس نوازی پر خوش ہوں۔

اے مالک! میں تیری شان کا اندازہ نہیں کرسکتا اور تیری سزا کو برداشت نہیں کرسکتا، اپنی بیچارگی میں سرگرداں ہوں اور دن بدن نقصان میں ہوں۔

خدایا! میں کون ہوں کہ تیری بارگاہ میں نالہ کروں یا اپنے درد کا قصہ تجھے سناؤں۔

در عشقِ تو من کیم کہ در منزل من   از وصلِ رُخت گلی دَمَد بر گلِ من

تیرے عشق میں، میں کون ہوں کہ میری منزل میں تیرے رُخ کے وصل سے میری مٹی پر ایک پھول اُگتا ہے۔

الٰھی! اے کریم رہنما! حیرت میں یکدم عاجز ہوگیا ہوں، وہ کون ہے؟ ایسا لمحہ کہ اُس میں نہ حوا ساتی ہے نہ آدم، اگر میں سانس لے لوں تو مجھ سا کون ہے؟ بیچارہ ایسا زندہ ہے کہ بے سانس بھی اُسے جینا چاہئے۔

الٰھی! تو خود ہی ہر مفلس کا نصیب ہے اور اپنے کرم سے ہر دکھیا کا طبیب ہے اور تیری رحمت کی وسعت میں ہر کسی کا حصہ ہے۔

اے مددگار! مجھے شرفِ باریابی دے تا کہ اپنے درد کی کہانی تجھے پیش کروں

، تیری درگاہ پر روتا ہوں اور تیرے خوف کی امید پر ناز کرتا ہوں، ایک نظر مجھ پر ڈال تا کہ دونوں جہانوں کو سمندر برد کر دوں۔

مہرِ تو بہ مُہرِ خاتم ندہم وصلت بہ دمِ مسیحِ مریم ندہم
عشقت بہ ہزار باغِ خرّم ندہم یک دم غمِ تو بہ ہر دو عالم ندہم

تیری محبت کو اشرفیوں کے بدلے نہ دوں، تیرے وصل کو مسیحِ مریم کے دم کے بدلے نہ دوں، تیرا عشق خوشی کے ہزار باغ کے بدلے نہ دوں، تیرا ایک بار کا غم دو جہاں کے بدلے میں نہ دوں۔

الٰھی ! اگر چہ ہم گنہگار ہیں تو بخشنہار ہے۔ اگر چہ ہم سیہ کار ہیں تو ستار ہے، اے بادشاہ ! تو فضل کا خزانہ رکھتا ہے بے مثل اور بلا شرکتِ غیرے، مناسب ہے کہ تو ہماری خطاؤں سے درگذر فرمائے۔

الٰھی ! ہم تیری علامات دیکھ رہے ہیں، تیرے نام کے ساتھ زندہ ہیں، تیرے فضل پر خوش ہیں، تیری محبت پر ناز کرتے ہیں، تیری محبت کے جام سے مست ہیں، جال میں تیرے عشق کا شکار ہم ہی ہیں۔

زنجیرِ معنبرِ تو دامِ دلِ ماست عنبر ز نسیم اُو غلامِ دلِ ماست
در عشقِ تو چوں خطی بنام دلِ ماست گوئی کہ ہمہ جہاں بکامِ دلِ ماست

تیری عطر بیز زنجیر ہمارے دل کا جال ہے، اُس کی خوشبو دار ہوا سے عنبر ہمارے دل کا غلام ہے، تیرے عشق میں ہمارے دل کے نام ایک خط ہے تو گویا سارا جہان ہمارے دل کا مقصد ہے۔

الٰھی ! تو جانتا ہے کہ میں خود اس کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ میں نے اپنی کفایت

سے ہدایت کی شمع جلائی ہے، مجھ سے کیا ہوتا ہے اور میرے عمل سے کیا بنتا ہے؟ میری عبادت تیری توفیق سے اور خدمت تیری ہدایت سے، میری توبہ تیری طرفداری سے، میری شکرگذاری تیرے انعام سے، میرا ذکر تیرے الہام سے ہے۔ سب تو ہی ہے میں کون ہوں؟ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو میں کیا ہوں؟

ہر کہ اُو را دلی و جانی بود　　شد بہ میدانِ عاشقی گویش
کشتہ گشتند عاشقاں وہنوز　　نشنیدہ است ہیچ کس بویش
رحلت عاشقاں ز ہر سوئے　　ہست از قصدِ دل مگر سویش

جس کسی کے پاس دل اور جان ہے وہ میدانِ عاشقی میں کامیاب ہے، سب عُشّاق مقتول ہوئے مگر کسی نے اُن کی بُو تک نہ پائی، عاشقوں کا قصدِ دل سے سفر ہر طرف سے اُسی کی طرف ہے

الٰھی! کون سی زبان تیری تعریف کر سکتی ہے؟ کون سی عقل تیری توصیف کی طاقت رکھتی ہے، کون سا شکر تیری بھلائی کے برابر ہو سکتا ہے؟ کون سا بندہ جو عبادت کرنے سے تجھ تک پہنچ سکتا ہے؟

اے مالک! ہم سے جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ عیب دار ہی ہے، جو عمل بھی دیکھتا ہے وہ قصور ہی ہے، اس سب کے باوجود تیری رحمت کی بارش لوٹ نہیں جاتی اور کرم کے پھول کے سوا کچھ نہیں اُگاتی، پھر جب دشمن کے ساتھ ایسے ہے تو دوستوں کے ساتھ تیرے کرم کا کیا اندازہ اور کیا حد؟

الٰھی! ہمارا آج کا یہ سوز درد آمیز ہے، نہ بسر کرنے کی طاقت نہ بھاگ جانے کی جگہ، یہ کیسی تلوار ہے کہ اتنی تیز ہے نہ آرام کی جگہ نہ پرہیز کی طاقت۔

الٰھی ! ہر شخص کسی چیز پر ہے لیکن میں نہیں جانتا میں کس پر ہوں؟ اس بات کا ڈر کہ کیسے جان پاؤں کہ میں کون ہوں؟

الٰھی ! یہ جسم حسرت کی کان ہے اور میرا دل درد اور تکلیف سے بھرا ہوا ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب کچھ میرا حصہ کیوں؟ میرا ہاتھ میرے علاج کی کان پر نہیں پہنچتا۔

الٰھی ! میرا ہونا ہی مجھ پر تاوان ہے، تو ایک بار اپنی ہستی کو مجھ پر روشن کر دے، میری مصیبت مجھ پر بھاری ہے تو اپنا پانی مجھ پر برسا۔ اے مالک! میرا گناہ تیری بردباری کے نیچے مخفی ہے تو معافی کا پردہ مجھ پر تان دے۔

الٰھی ! محبّ زبان سے خاموش ہے لیکن اس کا حال ہی زبان بن چکا اور اگر جان دوستی کا خیال کرے تو دوست کو جان کی جگہ رکھے، ڈوبا ہوا پانی نہیں دیکھتا کہ وہ اس میں پھنسا ہوا ہے، دن کو چراغ نہیں جلاتے کہ دن خود ہی دنیا کا چراغ ہے۔

الٰھی ! جب خود کو دیکھتا ہوں اور اپنا کردار دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں مجھ سے زیادہ ذلیل وخوار کون؟ تیری بندگی دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں مجھ سے بڑھ کر بزرگ کون ہے؟

گاہی کہ بہ طینتِ خود افتد نظرم   گویم کہ من از ہر چہ دو عالم بترم
چوں از صفتِ خویشتن اندر گذرم   از عرش ہمی بہ خویشتن در نگرم

کبھی اپنی خصلت پر نظر پڑتی ہے تو کہتا ہوں کہ میں دونوں جہاں سے بدتر ہوں، جب اپنے وصف میں سے گذرتا ہوں تو عرش سے بھی خود کو دیکھتا ہوں۔

الٰھی ! کبھی خود کو دیکھتا ہوں تو سراپا سوز ونیاز بن جاتا ہوں، کبھی اُس کی طرف دیکھتا ہوں تو تمام راز وناز ہو جاتا ہوں۔ جب خود کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں:

پُر آب دو دیدہ وبس آتش جگرم   برباد دو دستم وپُر از خاک سرم

دو آنکھیں پُر آب اور میرے جگر میں بہت آگ، دونوں ہاتھ برباد اور سر پر خاک پڑی ہے۔ جب اُس کے ساتھ دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں:

چہ کند عرش کہ اُو غاشیۂ من نکشد   چوں بہ دل غاشیۂ حکم وقضای تو کشم

بوی جان آیدم از لب کہ حدیثِ تو کنم   شاخِ عز رویدم از دل کہ بلای تو کشم

کیا کرے عرش کہ وہ میرا مطیع وفرمانبردار ہے، جب دل تیرے حکم اور تقدیر کا فرمانبردار ہے۔ لب سے جان کی خوشبو آتی ہے جب تیری بات کرتا ہوں، جب تیری آزمائش میں ہوتا ہوں تو دل سے ارجمندی کی شاخ پیدا ہوتی ہے۔

الٰهی! تو وہی ہے جو تو نے فرمایا ہے اور جیسا تو نے فرمایا ہے تو ویسا ہی ہے، تیری شان بڑی ہے اور تو بڑے احسان والا ہے، غالب سلطان، بدلہ دینے والا اور مہربان، چھپا ہوا بھی ہے اور ظاہر بھی، آنکھوں سے مخفی اور جان کیلئے عیاں، جو تیرے لائق ہے میں نہیں جانتا اور تو جانتا ہے۔

الٰهی! جو ہمارے سر پر آپڑی ہے وہ کسی کے سر پر نہیں پڑی، وہ آنکھ جو تیرا نظارہ کرتی ہے پھر لوٹ کر نہیں آتی، وصال کی اصل دل ہے باقی آب و گل کی زحمت۔

الٰهی! اپنی نظر ہم پر ہمیشہ کر اور اپنے برداشت کئے ہوؤں میں ہمارا نام لکھ دے، وقتِ رخصت ہماری جان پر سلامتی بھیج۔

الٰهی! نہ نفی ہوں نہ اثبات ہوں، نہ کٹا ہوا نہ جڑا ہوا، اپنے سے کوئی بات نہیں بنائی، میں ایک دل بھانے والی چیز تھا، اسی سے مست ہوں اب ہاتھ پتھر کے نیچے آیا ہوا ہے۔

الٰهی ! تو فرماتا ہے کہ ڈھونڈ اور ڈراتا ہے کہ بھاگ جا، دکھاتا ہے کہ مانگ اور کہتا ہے کہ بچ کے رہ (پرہیز کر)

الٰهی ! میں بھاگا ہوا تھا تو نے بلالیا، خوف زدہ تھا تو نے دسترخوان پر بٹھایا۔ شروع میں ڈرتا تھا کہ اپنی آزمائش میں ڈال دے گا، اب ڈرتا ہوں کہ اپنی عطا سے لبھا رہا ہے۔

الٰهی ! جب سمجھا کہ درویشی ہی تونگری ہے تو درویش کا دوست بن گیا اور جب تو نے دوست کے دیدار کا وعدہ کیا تو میں درویش کا غلام ہو گیا۔

الٰهی ! خوشی کو نہیں پہچان سکا کیونکہ خیال کرتا ہوں کہ خوش ہوں اب مجھے کیا خوشی کیونکہ میں نے خوشی کو ہوا میں اُڑا دیا ہے۔

الٰهی ! جب ناز سے پالے ہوئے عزیزوں نے مجھے بھلا دیا ہے تو ہم پر رحمت فرما

الٰهی ! جب ہم کو بغیر شمع و چراغ والے حجرے (قبر) میں گرفتار کریں تو ہمارے ایمان کو ہماری قبر کا چراغ بنا دینا۔ جب اپنے معاملے میں غور کرتا ہوں تو تمام سزاؤں کا مستحق ہوں اور جب تیرے کرم کا نظارہ کرتا ہوں تو تُو سب مخلوقات کا مالک ہے۔

الٰهی ! ہم غافل ہیں کافر تو نہیں۔ اے بے نیاز! اپنی بارگاہ میں فریاد کرنے والوں کی برکت سے اور تیری ہیبت سے پگھلنے والوں کی برکت سے، تیرے جلال سے حیران ہونے والوں کی برکت سے اور تیرے قہر سے مقہور لوگوں کی برکت سے ہمیں ہدایت کے صحرا میں لے آ اور اس وحشت کی جگہ سے روضۂ اقدس تک پہنچا۔

الٰهی ! میری حاجتیں بہت ہیں اور تو سب کچھ کرسکتا ہے، جو میں چاہتا ہوں تو ہی کرسکتا ہے کہ اس بندہ تک پہنچائے۔ اور ظالموں کے شر سے مجھے آزاد فرما

اے کہ تیری رحمت ہماری دستگیر اور تیرا کرم ہمارا عذر قبول کرنے والا، اے ہر حال کو جاننے والے اور ہر شکایت سننے والے، اے ہر پکارنے والے کی قبول کرنے والے اور ہر جاننے والے کے قریب۔

الٰھی! تو جانتا ہے کہ تیرے بغیر میں کچھ نہیں ہوں، میرا ہاتھ پکڑ کہ تیرے در تک پہنچوں، ظاہر سے قبول کرتا ہوں اور باطن سے تسلیم کرتا ہوں، نہ حریف کی پرواہ اور نہ دشمن کا خوف، اگر دل کہے کہ کیوں؟ تو کہتا ہوں میں نے سر جھکا دیا ہے، اور اگر عقل کہے کہ کیوں؟ تو جواب دیتا ہوں کہ غلام ہوں۔

الٰھی! تیری درگاہ کے صدیقین کی برکت سے، تیری درگاہ کے پاکوں کی برکت سے اِس بیچارے تھکے ماندے کی حاجت پوری اور تمام مومنین و مومنات کی مشکلات حل کر کے آسانیوں میں تبدیل فرما اور جو کچھ ہم امید رکھتے ہیں عافیت سے پورا فرما اور جامِ معرفت تک پہنچا اور مرنے سے پہلے پکی سچی توبہ کی توفیق عطا فرما اور خاتمہ کلمۂ شہادت پر فرما!

اے تمام جہانوں کے معبود، اے کہ اپنے فضل و کرم سے سب سے بہتر مددگار، اے سب سے بہتر و برتر کرم فرمانے والے اور سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین۔

رباعیات

جان ودل ودیدہ ہر سہ کردیم فدا　　بر چہرۂ خوب تو فشاندیم ثنا
حکمی کہ کنی وگر بجان است روا　　در ہر چہ کنی زدل بدادیم رضا

تیرے خوبصورت چہرہ پر ہم نے ثنا (تعریف) کو نچھاور کیا، دل وجان اور آنکھیں تینوں کو فدا کر دیا۔ تو جو کچھ کرتا ہے ہم اُس پر دل سے راضی ہوئے، تو جو حکم کرتا ہے اگر جان دے کر بھی بجالائیں تو جائز ہے۔

بر خدمتِ خود بہ فضل بگماشت مرا　　از قطرہ ای آبِ نطفہ بنگاشت مرا
شکر ایزد را کہ بس نگہ داشت مرا　　از جملہ خلق سر بر افراشت مرا

نطفہ کے پانی کے قطرہ سے مجھے بنایا، اپنے فضل سے اپنی خدمت پر مقرر فرمایا تمام مخلوق سے مجھے سربلند کیا، اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بہت نگاہ میں رکھا۔

روشن ز شرابِ وصل دانم شبِ ما　　باعشق رواں شد از عدم مرکبِ ما
تا باز عدم خشک نیابی لبِ ما　　زاں می کہ حرام نیست در مذہبِ ما

عدم سے ہماری سواری عشق کے ساتھ چلا، وصل کی شراب سے اپنی رات کو روشن جانتا ہوں، اس شراب سے جو ہمارے مذہب میں حرام نہیں، عدم تک واپسی میں بھی تو ہمارے لبوں کو خشک نہ پائے گا۔

شیریں ہمہ تلخ و پختہ خام است مرا　　در ہجرِ تو کار بی نظام است مرا
بی نامِ تو سر بسر حرام است مرا　　در عالم اگر ہزار کام است مرا

تیری جدائی میں میرا کام درہم برہم ہوگیا ہے، میرا شیریں سب کڑوا اور پکا پکایا کچا ہو گیا ہے، دنیا میں اگر میری ہزار آرزوئیں بھی ہوں تو تیرے نام کے بغیر میرے لئے بالکل حرام ہیں۔

ای شاخِ امید وصل عاشق بہ بَمَر آ   ای ماہ ز بُرجِ بیوفائی بہ در آ
ای صبح وصال دوست یکروز بہ بر آ   ای تیرہ شب فراق یکرہ بسر آ

اے عاشق کے وصل کی امید کی شاخ پھوٹ جا، اے چاند بیوفائی کے آسمان سے اُتر کر دروازے پر آجا اے دوست کی صبحِ وصال، ایک دن پہلو میں آجا، اے جدائی کی اندھیری رات کسی صورت ختم بھی ہو جا۔

ای ہجرِ تو چیست جز ملامت مارا   کردہ است دریں شہر علامت مارا
باہجرِ تو کی بود سلامت مارا   بنمود فراق تو قیامت مارا

تیری جدائی میں ملامت کے سوا میرے لئے کیا ہے؟ اِس شہرِ ملامت میں ہمیں علامت اور نشان بنا رکھا ہے تیرے ہجر میں ہمیں کس طرح سلامتی ملے کہ تیرے فراق نے ہمیں قیامت دکھا دی ہے۔

گر نہ سببِ تو بودی ای دُرِّ خوشاب   آدم نروی لِمَنْ دریں کوئے خراب
ہجرانِ تو گر زمانہ دیدی در خواب   گشتی دل وجان این جہانِ آتش وآب

اے تر و تازہ موتی! اگر تو اس کا سبب نہ بنتا تو آدمی اس خراب کوچہ (دنیا) میں مغرور نہ ہوتا، اگر تیرے ہجر کو یہ زمانہ خواب میں دیکھ لیتا تو اس جہان کے دل و جان آگ اور پانی بن جاتے۔

چشمی دارم ہمہ پُر از صورتِ دوست   با دیدہ مرا خوشست تا دوست دراوست
از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکوست   یا اُوست بجای دیدۂ یا دیدۂ خود اُوست

میرے پاس وہ آنکھ ہے کہ جس میں دوست کی صورت بھری ہوئی ہے، میں آنکھ سے اس لئے خوش ہوں کہ دوست اُس میں ہے، آنکھ میں اور دوست میں فرق کرنا اچھی

بات نہیں ہے کیونکہ یا وہ آنکھ کی جگہ ہے یا آنکھ ہی وہ خود ہے

پیشِ تو رہی چناں تباہ افتادہ است　　کز وی ہمہ طاعتی گناہ افتادہ است

ایں قصہ نہ زآنروی چو ماہ افتادہ است　　کایں رنگ گلیمِ ما سیاہ افتادہ است

تیرے سامنے غلام اس طرح تباہ ہوا پڑا ہے کہ اس کی تمام عبادتیں گناہ بن گئی ہیں، یہ قصہ اُس چاند جیسے چہرے کی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ہماری سیاہ رنگ گودڑی کے سبب ہوا ہے۔

مارا بجز ایں زباں زبانی دگر است　　جز دوزخ و فردوس مکانی دگر است

آزادہ نسب زندہ بجانی دگر است　　وآن گوہر پاکشان زکانی دگر است

ہماری اس زبان کے علاوہ ایک اور زبان ہے، جنت و دوزخ کے علاوہ ایک اور مکان ہے، آزاد نسل ایک دوسری جان سے زندہ ہے، اور وہ اس کا پاک موتی کسی دوسری کان سے ہے۔

بیروں زہمہ کون درونِ دلِ ماست　　وز خلقِ جہاں بیک قدم منزلِ ماست

محنت ہمہ در نہادِ آب وگلِ ماست　　بیش از دل و گل چہ بود آں حاصلِ ماست

وہ سب کچھ جو کائنات سے باہر ہے وہ ہمارے دل میں ہے اور دنیا کی تخلیق سے ایک قدم پر ہماری منزل ہے ہمارے مٹی گارے (جسم) کی فطرت میں ہی تمام دُکھ ہیں، دل اور مٹی سے جو بڑھ کر ہے وہی ہمارا حاصل ہے

درقصۂ عشقِ تو بسی مشکلہاست　　من با تو بہم میان ما منزلہا ست

عَجِبْتُ لِمَنْ یَّقُوْلُ، ذَکَرتُ رَبِّیْ　　فَھَلْ اَنْسٰی، فَاذْکُرُ مَا نَسِیْتُ

تیرے عشق کی کہانی میں بہت مشکلات ہیں، میں تیرے ساتھ یکجا ہوں مگر ہمارے

درمیان کئی منزلیں ہیں مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے میں نے اپنے رب کو یاد کیا، تو کیا میں اُسے بھول گیا ہوں جو بھولے ہوئے کو یاد کروں۔

ما را ہمہ ہر چہ ہست ایثارِ تو راست　　گوش از قبلِ سماع گفتارِ تو راست

دیدہ نظر جمال بسیار تو راست　　جان و دل و دین نثار دیدارِ تو راست

جو کچھ ہمارے پاس ہے تجھ پر نثار، یہ درست ہے۔ سننے سے پہلے ہی کان تیرے کلام کو سچ جانتے ہیں تیرا جمال کئی بار آنکھ نے دیکھا تو ٹھیک ہے، جان و دل اور دین تیرے دیدار پر قربان، یہی درست ہے

دریائے ملاحتی و موج حسنات　　قانونِ مکرماتی و ذاتِ حیات

اندر طلبِ تو عاشقاں در حسرات　　چوں ذوالقرنین و جستن آب حیات

نمکین سمندر اور نیکیوں کی لہر۔ احسان وسخاوت کا قانون اور زندگی کی اصل، تیری طلب میں عاشق حسرتوں میں ہیں، جیسے ذوالقرنین اور آبِ حیات کی تلاش۔

روز از ہوست پردۂ بیکاری ماست　　شہباز غمت حجرۂ بیداری ماست

ہجرانِ تو پیرایۂ غمخواری ماست　　سودای تو سرمایۂ ہشیاری ماست

تیری چاہت میں دن ہماری بے کاری کا پردہ ہے، تیرے غم میں راتیں ہمارے جاگنے کا حجرہ ہے، تیری جدائی ہماری غمخواری کا پیرایۂ ہے اور تیرا عشق ہماری ہشیاری کا سرمایۂ ہے

آہ کہ دل آرام دلم بر دو گریخت　　پیمان بشکست و اسپ ہجراں انگیخت

تا دلبر و دل باز بہ چنگ آرام من　　بس خون کہ ز دیدگان فرو باید ریخت

آہ کہ میرے دل کا چین و آرام لے کر چلا گیا، وعدہ توڑ کر ہجر کا گھوڑا دوڑا لیا، جب

تنگ میں دل اور محبوب کو پھر سے مُٹھی میں لاؤں تو کئی خون کی ندیاں آنکھوں سے بہہ جائیں گی۔

در کوئے تو سرگشتہ شوم باکی نیست　　کو دامنِ عشقی کہ بر او چاکی نیست
یک عاشق آزادہ نبینی بجہاں　　کز باد بلا بر سرِ اُو خاکی نیست

تیرے کوچہ میں حیران و پریشان ہو جاؤں تو کوئی پرواہ نہیں، کون سا عشق کا دامن ہے کہ چاک نہ ہوا ہو، دنیا میں ایک بھی عاشق آزاد نہ پاؤ گے کہ مصیبت کی ہوا نے اُس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو۔

دزدیدہ رہی ز تو خیالی بنگاشت　　بر دیدنِ آں خیال عمری بگذاشت
چوں طلعت خورشید عیاں سر برداشت　　در دیدہ ہوس بماند و در سر پنداشت

ایک غلام نے چوری چوری تیرا خیال باندھا، اُس خیال کے دیکھنے میں عمر گذر گئی، جب سورج کی پیشانی نے ظاہر ہو کر سر اُٹھایا، تو آنکھ میں ہوس رہ گئی اور سر میں سوچ۔

وصفِ تو چہ جای حکمتِ اندیشاں است　　خاکِ کفِ پای تو سُرمہ دلریشاں است
شاہانِ جہاں پای تو را بوسہ دہند　　عشقِ تو چہ کاروبار درویشاں است

تیری تعریف کرنے میں داناؤں کیلئے کون سی جگہ ہے (اُن کے بس میں نہیں)، تیرے پاؤں کے تلووں کی خاک عاشقوں کا سُرمہ ہے، دنیا کے بادشاہ تیرے پاؤں چومتے ہیں، تیرا عشق درویشوں کا کیسا کاروبار ہے؟

گر پائے من از عجز طلبگارِ تو نیست　　تا ظن نبری کہ دل گرفتارِ تو نیست
آں نایم کہ جان خریدارِ تو نیست　　خود دیدۂ ما محرمِ دیدارِ تو نیست

اگر عجز سے میرے پاؤں تیرے طلبگار نہیں (چل نہیں سکتے)، تو یہ گمان نہ کرنا کہ دل تیرا قیدی نہیں۔ میں وہ نہیں ہوں کہ جان تیری خریدار نہیں بلکہ خود ہماری آنکھیں ہی تیرے دیدار کی راز دار نہیں۔

آسایش صد ہزار جان یکدم توست　　شاداں بود آن دل کہ درآن دل غم توست
دانی صنما کہ روشنائی دو چشم　　در دیدن زلفِ سیہ پُر خم توست

صد ہزار جان کا آرام تیرے ساتھ ایک لمحہ ہے، شاد رہے وہ دل، جس دل میں تیرا غم ہے اے محبوب! تو جانتا ہے کہ دو آنکھوں کی بینائی تیری گھنگھریالی سیاہ زُلف کو دیکھنے میں ہے۔

بسیار خلایق اندر جویای رَہت　　کُشتہ شدہ عالمی بہ ہولِ سپہت
تا بر مہ چاردہ نہادی کُلہت　　بینم کُلہ ملوک در خاکِ رَہت

بہت سی مخلوق تیرے راستے کی تلاش میں ہے، ایک جہان تیرے لشکر کے خوف سے قتل ہو چکا ہے۔ جب سے چودھویں کے چاند پر تو نے اپنی ٹوپی رکھ دی ہے، تو میں بادشاہوں کے تاج تیرے راستے کی خاک پر دیکھ رہا ہوں

امروز کہ ماہِ من مرا مہمان است　　بخشیدنِ جان و دل مرا پیمان است
دل را خطری نیست سخن در جان است　　جان افشانم کہ روزِ جان افشان است

آج کہ میرا چاند میرا مہمان ہوا ہے، دل و جان پیش کرنا میرا عہد و پیمان ہے، دل کو کوئی خطرہ نہیں بات تو جان کی ہے، جان قربان کرتا ہوں کہ آج جان قربان کرنے کا دن ہے۔

زنجیرِ معنبرِ تو دامِ دلِ ما ست　　عنبر زنسیمِ اُو غلامِ دل ما ست

درعشقِ تو چوں خطی بنامِ دل ماست　　　　گوئی کہ ہمہ جہاں بکامِ دلِ ماست

تیری خوشبودار زُلف ہمارے دل کا جال ہے، اُس کی ہوا سے عنبر ہمارے دل کا غلام ہے، کیونکہ تیرے عشق میں ایک خط میرے دل کے نام ہے گویا کہ سارا جہان ہی میرے دل کے مقصد میں لگا ہوا ہے۔

دیدی ملکی کہ دست درویش گرفت　　　　آنگہ بنواخت در برِ خویش گرفت

آنگہ بولی و خویش جیش گرفت　　　　آنگاہ بکُشت وکُشتہ را پیش گرفت

تو نے دیکھا کہ ایک بادشاہ نے درویش کا ہاتھ پکڑا پھر نوازش کی اور اپنی بغل میں لے لیا، اُس کے بعد نگران اور سپہ سالار نے پکڑ لیا اور مجھے قتل کر دیا اور لاش کو سامنے رکھ لیا۔

مارا سرِ سودای کس دیگر نیست　　　　درعشقِ تو پروای کس دیگر نیست

جز تو دگری جای نگیرد در دل　　　　دل جای تو شد جای کس دیگر نیست

ہمارے سر میں کسی دوسرے کا عشق نہیں ہے، تیرے عشق میں کسی دوسرے کی پرواہ نہیں ہے، تیرے علاوہ دل میں کسی دوسرے کی جگہ نہیں، دل تیرا ٹھکانہ بن گیا ہے اب کسی اور کیلئے جگہ نہیں ہے۔

یکدانہ زحقِ ہر کہ در گردنِ توست　　　　آں دانہ بنزدیکِ خدا رہزنِ توست

فردا نرہی ز دوزخ امروز اگر　　　　یک موی زحقِ غیر بر گردنِ توست

حق سے ایک دانہ بھی جو تیری گردن میں ہے، وہ دانہ اللہ کے نزدیک تیرا رہزن (چور) ہے، کل دوزخ سے تو خلاصی نہ پائے گا اگر آج ایک بال بھی کسی غیر کا حق تیری گردن پر ہے۔

اندر ہمہ عمر من شبی وقتِ صبوح　　　آمد بر من خیالِ آن راحتِ روح
پُرسید زمن کہ چوں شدی اے مجروح　　　گفتم کہ زعشقِ تو ہمیں بود فتوح

میری ساری عمر میں ایک رات صبح کے وقت، اُس روح کی راحت کا خیال میرا دامن گیر ہوا اُس نے مجھ سے پوچھا کہ اے زخمی کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ تیرے عشق سے ہمیں کشائش ہوئی۔

گفتم چو دلم با تو قریں خواہد بود　　　مستوجبِ شکر و آفریں خواہد بود
باللہ کہ گماں نبردم اے جانِ جہاں　　　کاُمید مرا فذالِکَ ایں خواہد بود

میں نے کہا جب میرا دل تیرے قریب ہوگا، تو شکر اور شاباش کے لائق ہوگا۔ اللہ کی قسم اے جانِ جہاں! کیونکہ تو میری امید ہے پس ایسا ہی ہوگا۔

جز عشقِ تو بر فلک دلم شاد باد　　　وز رازِ من و تو خلق آگاہ مباد
کوتہ نشود عشقِ تو ام زیں دلِ ریش　　　دستم ز سر زلفِ تو کوتاہ بود

تیرے عشق کے بغیر آسمان پر میرا دل بادشاہ نہ ہو اور میرے اور تیرے راز سے مخلوق کو خبر نہ ہو۔ تیرا عشق اس زخمی دل میں کبھی کم نہیں ہوتا، میرا ہاتھ بھی تیری زلف تک پہنچنے میں چھوٹا نہ ہو۔

زاول کہ مرا عشق نگارم بربُود　　　ہمسایہ بہ شب زنالۂ من نغنود
کم گشت کنوں نالہ کہ عشقم بفزود　　　آتش چو ہمہ گرفت کم گردد دُود

مجھے شروع سے ہی محبوب کے عشق نے اُچک لیا، رات کو میرے نالہ سے ہمسایہ کو اُونگھ بھی نہ آئی۔ اب نالہ کم ہوگیا ہے کیونکہ عشق بڑھ گیا ہے، جب آگ بڑھک اُٹھتی ہے تو دھواں کم ہو جاتا ہے۔

مردی کہ بہ راہِ عشق جان فرساید　　آن بہ کہ بدوں یار خود نگراید
عاشق بہ رہِ عشق چناں می باید　　کز دوزخ و از بہشت یادش ناید

وہ مرد کہ عشق کے راستہ میں اپنی جان گھلاتا ہے، وہ بہتر ہے کہ اپنے یار کے بغیر مائل نہ ہو، عاشق کو عشق کے راستے میں اس طرح ہونا چاہیئے کہ اُسے جنت ودوزخ بھی یاد نہ آئے۔

جویندۂ تو ہمچو تو فردی باید　　آزادہ زہر علت و دردی باید
زاں می نرسد بہ وصلِ تو ہیچ کسی　　کاندر خور غمہای تو مرد باید

تجھے ڈھونڈنے والا تیری طرح اکیلا ہونا چاہیئے، ہر بیماری اور دُکھ سے آزاد ہونا چاہیئے۔اسی لئے کوئی تیرے وصل تک نہیں پہنچتا کیونکہ تیرا غم کھانے کیلئے کوئی مرد چاہیئے۔

یکبار بکوئے ما گذر باید کرد　　در صنعِ لطیفِ ما گذر باید کرد
گر گُل خواہی بجان خطر باید کرد　　دل را از وصال باخبر باید کرد

ایک بار ہمارے کوچہ میں گذر کرنا چاہیئے، ہماری دلنواز کاریگری میں گذر کرنا چاہیئے۔ اگر پھول کی تمنا ہے تو جان کو خطرہ میں ڈالنا چاہیئے، اور دل کو وصال کی خبر دینی چاہیئے۔

بامات ھمی نہفتہ رازی باید　　وز مات ھمی بخود نیازی باید
الحق تو نکو مرغی اے زاغ سیاہ　　کت جفت ھمی سپید بازی باید

ہارنے کے ساتھ بھی ایک راز چھپا ہوتا ہے، اور ہار کی اپنے آپ سے رغبت اور خواہش ہونی چاہیئے۔سچ ہے کہ کالے کوے! تو ایک اچھا پرندہ ہے، کبھی سفید باز کے ساتھ بھی ملاپ ہونا چاہیئے۔

شبہای فراقِ تو کمان کش باشد　　صبح از بَرِ اُو چو تیر آرش باشد
وآن شب کہ مرا باتو بُتا خوش باشد　　گوئی شب را قدم بر آتش باشد

تیرے فراق کی راتوں نے کمان کھینچی ہوئی ہے، صبح اُس کی بغل سے تیر کی مانند برآمد ہوتی ہے۔اے محبوب! وہ رات جو تیرے ساتھ خوش گذرے گویا رات کا قدم عشق کی حرارت پر ہوتا ہے۔

رو بگردِ سرا پردۂ اسرار مگرد　　کوشش چہ کنی کہ نیستی مرد نبرد
مردی باید زہر دو عالم شدہ فرد　　کو جُرعۂ دوردِ دوستاں داند خورد

جا بھیدوں کے پردہ کے گرد نہ گھوم (راز جاننے کی کوشش نہ کر)، تو کوشش کیا کرتا ہے؟ کہ نیستی کی مرد سے لڑائی ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ دونوں جہانوں سے تنہا ہو جائے کہ وہ دوستوں کے درد کا گھونٹ پینا جانتا ہے۔

در عشقِ تو، گبر ناب من دانم بود　　دل سوختہ، جان کباب من دانم بود
در آتش تیز و آب من دانم بود　　روز وشب در عذاب من دانم بود

تیرے عشق میں آتش پرست پاک صاف ہو گیا مجھے معلوم ہے، دل جلا اور جان کباب ہو گئی مجھے معلوم ہے، تیز آگ اور پانی میں رہا مجھے معلوم ہے، رات دن عذاب میں رہا میں جانتا ہوں۔

آں دل کہ تو دیدی ہمہ دیگر گوں شد　　واں حوضِ پُر آب ماہمہ پُر خوں شد
واں باغ پُر از نعمت چوں واروں شد　　واں آبِ رواں ز باغ ما بیروں شد

وہ دل جو تو نے دیکھا ہے وہ کسی اور طرح کا ہو گیا اور وہ پانی کا بھرا ہوا تالاب سارا خون سے بھر گیا، وہ باغ جو نعمتوں سے بھرا ہوا تھا اوندھا ہو گیا اور وہ چلتا ہوا پانی

ہمارے باغ سے باہر ہوگیا۔

این دیدۂ من ہمہ جمالت خواہد   طبعِ دلِ من وصالت خواہد
بخشای بر آنکسی کہ اندر شب وروز   در خواب بر آرزو خیالت خواہد

یہ میری آنکھ صرف تیرا جمال چاہتی ہے، میرے دل کی طبیعت تیرا وصال چاہتی ہے، مہربانی فرما اُس شخص پر جو شب و روز خواب میں تیرے خیال کی آرزو چاہتا ہے۔

آنکس کہ بہ بندگی قرارش باشد   بانیک و بد خلق چکارش باشد
گر بندہ ای اختیار دربانی کن   آں خواجہ بود کہ اختیارش باشد

وہ شخص کہ جسے بندگی میں قرار ملتا ہے، مخلوق کے نیک و بد سے اُسے کیا کام؟ اگر تو بندہ ہے تو دربانی اختیار کرلے، وہ مالک ہوتا ہے، جس کا اختیار ہوتا ہے

از بے ادبی کسی بجائی نرسید   دُرّیست ادب بہ ہر گدائی نرسید
سر رشتہ ملکِ پادشاہی ادبست   تاجی است کہ جز بپادشائی نرسید

بے ادبی سے کوئی کسی جگہ نہیں پہنچتا، ادب ایک موتی ہے جو ہر گدا کو نہیں ملتا، بادشاہ کے ملک کی تدبیر ادب ہے، یہ وہ تاج ہے کہ بادشاہ کے سوا کسی کو نہیں ملتا۔

اندر رہِ فقر دیدہ نادیدہ کنند   ہر چہ ز حدیثِ اوست نشنیدہ کنند
خاک راہِ اُو باش کہ شاہانِ جہاں   خاک قدمش چو سُرمہ در دیدہ کنند

فقر کے راستے میں دیکھے ہوئے کو اَن دیکھا کر دیتے ہیں، اُس کی جو بات بھی ہے اَن سُنی ہوئی کر دیتے ہیں، اُس کے رستہ کی خاک ہو جا کہ دنیا کے بادشاہ اُس کے قدموں کی خاک کو سُرمہ کی طرح آنکھوں میں لگاتے ہیں۔

با صُنعِ تو ہر مورچہ رازی دارد   باشوقِ تو ہر سوختہ رازی دارد

آں را کہ درگہت نیازی دارد اے خالق ذوالجلال نومید مکن

تیری کاریگری سے ایک چیونٹی بھی کیا راز رکھتی ہے، تیرے شوق سے ہر جلا ہوا ایک راز رکھتا ہے، اے خالقِ ذوالجلال اُسے ناامید نہ کر جو تیری درگاہ سے رغبت رکھتا ہے۔

دانم کہ زمانہ را زبوں خواہی کرد روزی کہ سر از پردہ بروں خواہی کر

یارب چہ جگر ہاست کہ خوں خواہی کرد گر زیب و جمال از ایں فزوں خواہی کرد

جس دن تو پردہ سے سر باہر نکالے گا، جانتا ہوں کہ زمانے کو خوار کر چھوڑے گا، اگر اپنی زینت اور جمال کو اِس سے بڑھائے گا، اے رب کتنے ہی جگر ہوں گے کہ خون کردے گا۔

بر دیدۂ من سپہر را راز نماند بر ہمّت من زمانہ را ناز نماند

پرواز مکن کہ جائے پرواز نماند در پیکرِ طبل باز آواز نماند

میری ہمت پر زمانے کو ناز نہ رہے گا، میری آنکھ پر آسمان کا کوئی راز نہ رہے گا، ڈھول کے پیکر میں پھر کوئی آواز نہ رہے گی، پرواز نہ کر کہ پھر پرواز کی کوئی جگہ نہ رہے گی۔

تا خلق ز تو در طمعی اُفتادند در باغ تو دری بکشادند

و اندر سرِ کوئے تو قدم ننہادند بس جانِ عزیزاں کہ بہ غارت دادند

تیرے جمال کے باغ میں ایک دروازہ کھول دیا تاکہ مخلوق تجھ سے کسی قدر لالچ میں پڑ جائے، بہت سی پیاری جانیں جو کہ غارت ہوگئیں مگر انہوں نے تیرے کوچہ میں قدم نہیں رکھا۔

جان را سخن خوبِ تو مدہوش کند دل را اثر رُوی تو گل پوش کند

آتش کہ شرابِ وصلِ تو نوش کند　　از لطفِ تو سوختن فراموش کند

دل کو تیرے چہرے کے اثر نے پھولوں سے بھر دیا ہے، جان کو تیری خوبصورت بات نے مدہوش کر دیا ہے، آگ جو تیرے وصل کی شراب پیتی ہے، تیرے لطف وکرم سے جلنے کو بھول جاتی ہے۔

ایں درویشاں ز وصل بوئے دارند　　گوئی ز شرابِ مہر جوئی دارند

در مجلسِ ذکر ہای وہوئی دارند　　ہی نعرہ زنند کز او جنونی دارند

یہ درویش لوگ وصل کی خوشبو رکھتے ہیں، گویا کہ محبت کی شراب کی جستجو رکھتے ہیں، ذکر کی محفل میں ہاؤہُو کرتے ہیں ایسا نعرہ لگاتے ہیں جیسے اُس کے دیوانے لگاتے ہیں

غمخوارۂ آنم کہ غمِ من نخورد　　فرمانبرِ آنم کہ دلِ من ببرد

من جور وجفائے او بصد جان بخرم　　اُو مہر و وفائے من بیک جو نخرد

میں اُس کا خریدار ہوں جو میرا غم نہیں کھاتا، میں اُس کا فرمانبردار ہوں جو میرا دل لے گیا ہے، میں اُس کے ستم سو جان سے خریدوں جو میری محبت اور وفا ایک جو کے بدلے نہیں خریدتا۔

تا دل ز علایقت یگانہ نشود　　یک تیرِ تورا سوئے نشانہ نشود

تا ہر دو جہانت از میانہ نشود　　کشتی بسلامت بہ کرانہ نشود

جب تک دل تعلقات سے علیحدہ نہیں ہوتا، تیرا ایک تیر بھی نشانے پر نہیں لگتا، جب تک دونوں جہاں درمیان سے اُٹھ نہیں جاتے کشتی سلامتی کے کنارے نہیں لگتی۔

دانی کہ تو را عشق چہ می فرماید　　گر نفس و ہویٰ را تو بکشتی شاید

در بند ہوائے نفسِ امارہ مباش — تا بر تو درِ صفای دین بگشاید

تو جانتا ہے کہ عشق تجھے کیا کہتا ہے؟ اگر نفس اور خواہشات تو مار دے تو مناسب ہے نفس امّارہ کی خواہش کی قید میں نہ جا تا کہ تجھ پر دین کی پاکیزگی کا دروازہ کھل جائے

گر دامنِ دیدار تو بر چنگ آید — سہل است کہ پای عمر بر سنگ آید

ہر چند گدای کوی عشقم حقا — از جملہ جہان بی تو مرا ننگ آید

اگر تیرے دیدار کا دامن مٹھی میں آجائے سہل ہے کہ عمر کا پاؤں پتھر پر آجائے اگرچہ میں عشق کے کوچہ کا گدا ہوں تیرے بغیر مجھے سارے جہان سے شرم آتی ہے

او نیک و بدِ مرا نکو میداند — تو خواہ بگو خواہ مگو میداند

تو بندۂ با نیاز او بندہ نواز — گر میکشد و می کشد اُو میداند

وہ میرے اچھے برے کو ٹھیک جانتا ہے تو چاہے کہہ یا نہ کہہ وہ جانتا ہے، تو حاجتمند غلام ہے اور وہ بندہ نواز، اگر کھینچ لے اور قتل کر دے، وہی جانتا ہے

بادی کہ ز کوئے عشقِ تو بر خیزد — از خاک جفا صورت مہر انگیزد

آبی کہ ز چشم من فراقت ریزد — ہر ساعتم آتشی بہ سر می ریزد

وہ ہوا جو تیرے عشق کے کوچہ سے اٹھتی ہے، ظلم کی خاک سے محبت کی صورت میں اٹھتی ہے تیرے فراق میں جو پانی میری آنکھ سے گرتا ہے، ہر گھڑی ایک آگ میرے سر میں لگا دیتا ہے۔

ہر درد کہ زیں دلم قدم بر گیرد — دردی دگرش بجای در بر گیرد

زیں با ہر درد صحبت از سر گیرد — کآتش چو رسد بسوختہ در گیرد

ہر وہ دکھ جو میرے اس دل سے قدم اٹھاتا ہے تو دوسرا درد اس کی بغل سے نکل آتا ہے

اس سے ہر درد صحبت شروع ہو جاتا ہے کیونکہ جب آگ جلے ہوئے تک پہنچتی ہے تو چھڑ جاتی ہے۔

قومی کہ ز ہر چہ دون ما پاک زدند   آتش ز غماں دل در افلاک زدند
از ہر چہ برون ماست چوں دور شدند   بر عرش رسیدہ خیمہ بر افلاک زدند

وہ گروہ کہ ہمارے غیر کو پاک کرتا ہے دل کے غم سے آسمانوں میں آگ لگا دیتا ہے ہر وہ چیز جو ہم سے باہر ہے جب دور ہوتے ہیں تو عرش پر پہنچ کر خاک پر خیمہ لگا دیتے ہیں

آں راکہ بہ دوستی و رامست کنند   عالم ہمہ در ہمت وے پست کنند
در دوستیش نیستی ہست کنند   آنگہ بہ شراب وصل سرمست کنند

ان کو کہ دوستی سے مست کرتے ہیں تمام جہان اس کی ہمت کے آگے پست کرتے ہیں اس کی دوستی میں نہ ہونے کو ہونا کرتے ہیں اس وقت وصل کی شراب سے اسے سرشار کرتے ہیں

درویش برو حق عبادت بگذار   شکر کرمش در ہمہ ساعت بگذار
ای آنکہ توانگری و نعمت داری   شکرانۂ نعمتش بہ طاعت بگذار

اے درویش جا اور عبادت کا حق ادا کر، اس کے کرم کا ہر وقت شکر ادا کر، اے وہ جو دولتمند ہے اور نعمت بھی رکھتا ہے اس کی نعمتوں کا شکرانہ فرمانبردار بن کر ادا کر۔

تا بہ دل من گرفتی اے جان تو قرار   من دیدۂ خویش کردہ ام لؤ لؤ بار
باشد کہ صحبت سر شکم یک بار   از راہِ دو دیدہ ام در آئی بکنار

اے جان جب تو دل میں جاگزیں ہو گیا میں نے اپنی آنکھوں کو موتی برسانے والا بنا

دیا چاہیے کہ میرے آنسوؤں کی صحبت سے میری دو آنکھوں کے راستے میری گود میں آ

گفتی مکدر بہ کوی ما در مخمور نا گشتہ نشی کہ خصم ما ہست غیور

گویم سخنی بُتا کہ باشم معذور در کوی تو کشتہ بہ کہ از رُوی تو دور

تو نے کہا کہ نشے میں میرے کوچے سے نہ گذر جب تک نشے کا مارا ہوا ہے ہمارا دشمن بڑا غیرت والا ہے۔ اے محبوب ایک بات کہتا ہوں معذرت کے ساتھ کہ تیرے سامنے سے دور ہونے سے بہتر ہے کہ تیرے کوچہ میں قتل ہو جاؤں

گفتم چہ نہم پیش دو زلف تو نثار گر ہیچ بہ نزدِ چاکر آئی یکبار

پیشت نہم ایں جگر سوختہ را کآید جگر سوختہ با مشک بہ کار

میں نے کہا کہ تیری دو زلفوں کے سامنے کیا نثار کروں اگر تو کبھی اپنے غلام کے پاس آ جائے۔ یہ جلا ہوا جگر تیرے سامنے رکھتا ہوں کہ جلا ہوا جگر مشک نافہ کے ساتھ کام آئے۔

اندر ہمہ عمر من شبے وقت نیاز آمد برِ من خیال معشوقہ فراز

بر داشت نقاب مر مرا گفت بہ ناز باری بنگر کہ از کہ ماندہ ستی باز

ساری عمر میں ایک رات حاجت کے وقت مجھ پر محبوب کا خیال بلند ہوا، اپنا نقاب اٹھایا اور ناز سے مجھے کہا ایک بار دیکھ کہ تو کس سے دور رہا ہے۔

ای دُرّ بہ چنگ آمدہ در عمر دراز آوردہ تو را ز قعر دریا بہ فراز

غواص تو را نہادہ بر دست بہ ناز افتادہ زدست و باز دریا شدہ باز

اے موتی جو لمبی عمر میں، مٹھی میں آیا ہے، تجھے سمندر کی گہرائی سے نکال کر لایا گیا ہے غوطہ خور نے تجھے ہاتھ پر بڑے ناز سے رکھا، ہاتھ سے گر گیا اور سمندر میں دوبارہ چلا

گیا

اول تو حدیثِ عشق کردی آغاز   اندر خورِ خویش کار ما را میساز

ما کی گنجیم در سرا پردۂ راز   لا فیست بدست ما و منشور نیاز

پہلے تو نے عشق کی بات شروع کی، اپنی مہربانی سے میرا کام بنا دے ہم راز کے پردے کے اندر کیسے سمائیں، ہمارے پاس لاف ہے اور نیاز مندی کا منشور

اے واقف اسرار ضمیرِ ہمہ کس   در حالت عجز دستگیرِ ہمہ کس

از ہر گنہم توبہ دہ و عذر پذیر   اے توبہ دہ و عذر پذیر ہمہ کس

اے سب کے دلوں کے بھید جاننے والے، عاجزی کی حالت میں سب کے دستگیر! مجھے ہر گناہ سے توبہ عطا کر اور معذرت قبول فرما اے سب کو توبہ دینے والے اور سب کا عذر قبول کرنے والے۔

دل ز آن خواہم کہ بر تو نگزیند کس   جاں ز آں کہ نزد بی غم عشق تو نفس

تن ز آنکہ بجز مہر تو اش نیست ہوس   چشم از پی آنک خود تو را بیند و بس

دل ایسا چاہتا ہوں کہ تیرے علاوہ کسی کو اختیار نہ کرے اور جان ایسی کہ تیرے غمِ عشق کے بغیر سانس بھی نہ لے۔ جسم ایسا کہ تیری محبت کے بغیر کوئی خواہش نہ رکھے اور آنکھ ایسی کہ صرف تجھے دیکھے اور بس۔

از بادِ صبا خستہ شود رُخسارش   چون آینہ کز نفس رسد زنگارش

زاں ترسم اگر برہنہ دارد یارش   تیزی نظر خلق کند از کارش

اسکے گال صبح کی ہوا سے بھی خستہ ہو جاتے ہیں جیسے آئینہ پر سانس سے زنگ آجاتا ہے۔ ڈرتا ہوں کہ اسکا دوست اگر اسے برہنہ رکھ دے تو دنیا داروں کی تیز نظروں سے

ہی اس کا کام تمام ہو جائے گا۔

یک تیر بنام من ز ترکش بر کش　　　وآنگہ بکمان عشق سخت اندر کش
گر ہیچ نشانہ خواہی اینک دل و جاں　　　از تو زدنی سخت و ز من آہی خوش

اپنے ترکش سے ایک تیر میرے نام کا نکال اور اس کو عشق کی کمان پر خوب چڑھا اگر تجھے نشانہ کی تلاش ہے تو یہ دل و جاں حاضر ہیں تجھ سے سخت چوٹ اور مجھ سے ایک آہِ خوش۔

خون شد دل مسکیں ز جگر خاری دل　　　ہم بگذرد ایام غم و خواری دل
شادم کہ بہ خواب دیدمش ناگاہی　　　گوئی اثری نمودہ بیداری دل

دل کے جگر کھانے کی وجہ سے مسکین کا دل خون ہو گیا ہے، دل کی خواری اور غم کے دن اکٹھے گذر رہے ہیں۔ اس بات کی خوشی ہے کہ اسے خواب میں اچانک دیکھ لیا گویا دل کی بیداری نے اپنا اثر دکھایا۔

من آنِ تو ام تو آنِ من باش ز دل　　　بُستاخی کن چرا نشینی تو خجل
گر جرم ہمہ خلق کنم پاک بحِل　　　در مملکتم چہ کم شود؟ مشتی گِل

میں تیرا ہوں (تیری ملک ہوں) تو بھی دل سے میرا ہو جا شرماتا کیوں ہے بے لحاظی کر۔ اگر ساری مخلوق کے گناہ بھی کر دوں تو مجھے پاک کر دے میری بادشاہی میں کیا کم ہو جائے گا بس ایک مٹی کی مٹھی

در ہجر ہمی بسازم از شرم خیال　　　در وصل ہمی بسوزم از بیم زوال
پروانہ شمع را ہمیں باشد حال　　　در ہجر نسوزد و بسوزد ز وصال

شرم کی وجہ سے ہجر میں خیال بنائے رکھتا ہوں، چھن جانے کے خوف سے وصل میں جلتا ہوں، شمع کے پروانے کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ جدائی میں نہیں جلتا مگر وصال میں جل جاتا ہے۔

ہر روز من از روزِ پسیں یاد کنم   بر درد گنہ ہزار فریاد کنم
از ترس گناہ خود شوم غمگین باز   از رحمت او خاطر خود شاد کنم

ہر دن میں پچھلے دنوں کو یاد کرتا ہوں، گناہ کے دکھ پر ہزار فریادیں کرتا ہوں پھر اپنے گناہ کے خوف سے غمگین ہو جاتا ہوں اور اس کی رحمت سے اپنا دل خوش کرتا ہوں

یاد تو انیس خاطر غمگینم   بی یاد تو من ہیچ گہی ننشینم
بر یاد تو فریاد تو دارم شب و روز   شمع غم توست بر سر بالینم

تیری یاد میرے غمگین دل کی دوست ہے، تیری یاد کے بغیر میں کسی جگہ نہیں بیٹھتا، تیری یاد میں دن رات نالہ و فریاد کرتا ہوں، میرے سرہانے تیرے غم کی شمع جلی ہوئی ہے

گفتم کہ براز اوجِ بریں شد بختم   وز ملک نہادہ چوں سلیماں تختم
خود را چو بہ میزان خرد بر سختم   از بنگہ دو نیاں کم آمد رختم

میں کہتا ہوں کہ میرا بخت بہت بلندی پر ہو اور میرے ملک میں سلیمانؑ کا تخت ہو جب خود کو عقل کے ترازو پر تولتا ہوں تو میرا سامان دو کوڑی کا بھی نہیں نکلا۔

مہر تو بہ مُہر خاتمِ جم ندہم   وصلت بہ دم مسیح مریم ندہم
عشقت بہ ہزار باغ خرم ندہم   یکدم غم تو بہ ہر دو عالم ندہم

تیری محبت میں جمشید کی مہر والی انگوٹھی کے عوض اور تیرا وصل میں عیسیٰؑ کے دم کے بدلے نہ دوں۔ تیرا عشق ہزار خوشی کے باغوں کے بدلے نہ دوں، تیرے غم کا ایک لمحہ

میں دو عالم کے بدلے نہ دوں

بیم است کہ از عشق تو رسوا گردم دفتر بنہم گردِ چلیپا گردم
گر تو ز پی رہی مسلماں نشوی من خود ز پی عشق تو ترسا گردم

ڈر ہے کہ تیرے عشق میں رسوا ہو جاؤں گا۔ حساب چھوڑ دوں اور کلیسا کے گرد چکر لگاؤں اگر تو راستہ بدل لے تو مسلمان نہ ہو سکے گا میں خود تیرے عشق میں آتش پرست ہو جاؤں

زاں پیش کہ خواتی منت خواستہ ام عالم زبرای تو بیآراستہ ام
در شہر مرا ہزار عاشق بیش است تو شاد بزی کہ من تو را خواستہ ام

اس سے پہلے کہ تو مجھے چاہے میں نے تجھے چاہ لیا ہے، جہان کو تیرے لئے سجا لیا ہے شہر میں میرے ہزاروں عشاق ہیں تو خوش جیتا رہ کہ میں نے تجھے چاہا ہے۔

بر آتشِ عشق جاں ہمی عود کنم جان بندۂ تو، نہ من ہمی جود کنم
چوں پاک بسوخت عشق تو جانِ رہی صد جان دگر بہ حیلہ موجود کنم

عشق کی آگ پر میں جان عود بنا کر چھڑکتا ہوں۔ جان تو تیری غلام ہے، میں کوئی سخاوت نہیں کر رہا۔ جب تیرا عشق غلام کی جان صاف جلا دے تو دوسری سو جانیں بہانے سے موجود کر دوں۔

گلہا کہ من از باغ وصالت چیدم دُر ہا کہ من از نوشِ لبت دزدیدم
آں گل ہمہ خار گشت در دیدۂ من آں دُر ہمہ از دیدہ فرو باریدم

وہ پھول جو میں نے تیرے وصال کے باغ سے چنے اور وہ موتی جو تیرے لبوں سے چُرائے وہ سب پھول میری آنکھوں کے کانٹے بن گئے اور وہ تمام موتی میں نے اپنی

آنکھوں سے گرا دیئے

هر مرحله ای که بود راهی کردیم وز آتش دل آتشگاهی کردیم

در هر چیزی بُتا نگاهی کردیم دیدیم در آن نقش تو آهی کردیم

ہر مشکل مرحلہ میں ہم نے راستہ بنالیا، دل کی آگ سے آتشکدہ بنالیا، اے محبوب ہر چیز میں جب نگاہ ڈالی تیرا عکس نظر آیا تو آہ نکل گئی۔

آں شب که من از فراق تو خوں گریم باری به نظاره آی تا چوں گریم

هر لحظه هزار قطره افزوں گریم هر قطره به نوحه ای دگر گوں گریم

اس رات جب میں تیرے فراق میں خون رویا تو اس لئے کہ تیرا نظارا کرسکوں۔ ہر لمحہ میں ہزاروں قطرے زیادہ رویا، ہر آنسو دوسری طرح کے نوحہ سے رویا۔

سیارۂ عشق را منازل مائیم ز اشکال جهاں نقطۂ مشکل مائیم

چوں قصهء عاشقانِ بیدل خوانند سر قصۂ عاشقانِ بیدل مائیم

عشق کے قافلے کی منزلیں ہم ہی ہیں، دنیا کی مشکلات کا مشکل نقطہ ہم ہی ہیں جب لوگ بیدل عاشقوں کا قصہ پڑھتے ہیں تو بے دل عاشقوں کی پہلی (بڑی) کہانی ہم ہی ہیں۔

گاهے که به طینت خود افتد نظرم گویم که من از هر چه عالم بترم

چوں از صفت خویشتن اندر گذرم از عرش همی به خویشتن در نگرم

کبھی اپنی فطرت (عادت) پر نظر جاتی ہے تو گویا میں سارے جہان سے بُرا ہوں

جب اپنی ذات کی صفت سے گذرتا ہوں، اپنے آپ کو عرش سے دیکھتا ہوں

بر شاخ طرب هزار دستان تو ایم دلبسته بدان نغمه و دستان تو ایم

از دست مده کہ زیرِ دستاں تو ایم بگذار گناہ ما کہ مستان تو ایم

خوشی کی شاخ پر ہم تیری بلبل ہیں، تیرے اس قصہ اور نغمہ سے دل لگائے ہوئے ہیں۔ ہمیں ہاتھ سے نہ چھوڑ کہ تیرے ماتحت (غلام) ہیں ہمارے گناہوں کو چھوڑ (بخش) کہ ہم تیرے مستانے ہیں

دل را تو بہ نارِ عاشقی بریاں کن وآنگاہ نظر ز دل بسوئے جان کن

گر زانکہ بہ راہ پیشت آئد معشوق ایں جملہ بہ پیشِ پائے او قرباں کن

دل کو عاشقی کی آگ سے کباب بنالے پھر دل سے جان کی طرف نظر ڈال (متوجہ ہو) اگر اس طرح معشوق تیرے راستہ میں آجائے تو یہ سب کچھ اس کے قدموں پر قربان کردے۔

با خود ز پی تو جنگہا دارم من صد گونہ ز عشق رنگ ہا دارم من

در عشق تو از ملامت بیخبران بر جان و جگر خدنگہا دارم من

تیرے لئے میں اپنے آپ سے لڑتا رہتا ہوں، میں عشق کے سینکڑوں رنگ رکھتا ہوں، تیرے عشق میں رسوائیوں سے بے خبر، اپنی جان و جگر کے لئے ہزاروں تیر رکھتا ہوں

یا رب ز شراب عشق سر مستم کن در عشق خودت نیست کن وہستم کن

از ہر چہ ز عشق خود تہید ستم کن یکبارہ بہ بند عشق پا بستم کن

یارب! مجھے عشق کی شراب سے مخمور کردے، اپنے عشق میں مٹادے اور زندگی عطا کر اپنے عشق میں ہر چیز سے خالی ہاتھ کردے ایک بار عشق کی قید سے میرے پاؤں باندھ دے۔

اے منظر تو نظارہ گاہِ ہمگان پیشِ تو در اوفتادہ راہ ہمگان

اے زہرۂ شہر ہا و ماہ ہمگان　　حسن تو ببرد آب و جاہ ہمگان

اے کہ تیرا منظر (دید) سب کی نظارہ گاہ ہے، تیرے لئے ہی سب راستوں میں پڑے ہیں، اے سب کے شہروں اور چاند کی طاقت، تیرے حسن نے سب کی عزت و آبرو لے لی ہے

گر کافرم اے دوست مسلمانم کن　　مہجورِ تو ام بخوں و درمانم کن

گر در خور آں نیم کہ رویت بینم　　بارے بسرِ کوئے تو قربانم کن

اگر میں کافر ہوں تو اے دوست مجھے مسلمان کر دے، میں تیرا بیمار ہوں مجھے بلا اور میرا علاج کر دے، اگر میں اس کے لائق نہیں ہوں کہ تیری زیارت کروں تو پھر مجھے ایک ہی بار اپنے کوچہ میں قربان کر دے

دیدیم نہانِ گیتی و اصل جہاں　　از علت و عار بر گذشتیم آساں

آں نور سیہ ز لا نقط بر تر داں　　زآں نیز گذشتیم نہ ایں ماند و نہ آں

ہم نے دنیا کی پوشیدگی اور جہان کی اصل کو دیکھ لیا، علت اور شرم وحیا سے آسانی سے گذر گیا، وہ سیاہ روشنی 'لا' سے ایک نقطہ زیادہ جان، میں اس سے بھی گزر گیا اور نہ یہ رہا نہ وہ

در عشق تو من کیم کہ در منزل من　　از وصل رخت گلے دمد بر گلِ من

ایں بس نبود ز عشق تو حاصل من　　کآراستۂ وصل تو باشد دل من

تیرے عشق میں میں کون ہوں کہ میری منزل میں تیرے چہرے کے وصل سے میری مٹی میں ایک پھول اگتا ہے۔ تیری عشق میں میری یہی کمائی کافی ہے کہ تیرے وصل سے میں نے اپنے دل کو سجالیا۔

امروز گذشت بر من آں سرِ رواں پوشیدہ ز من روئے فروبستہ دہاں
ابر ار چہ رخ مہر بپوشید ز جہاں کی گردد نورِ روز بر خلق نہاں

آج وہ سرِ رواں (محبوب) میری طرف سے گزرا چہرہ چھپائے ہوئے اور زبان بند کئے ہوئے، بادل اگرچہ سورج کو دنیا سے چھپا دیتا ہے مگر دن کی روشنی مخلوق پر کس طرح چھپ سکتی ہے؟

اے دوست بہ جملگی تو را گشتم من حقا کہ دریں سخن نہ زرق است نہ فن
گر تو ز خودی خود بردن جستی پاک شاید صنما بہ جائے تو ہستم من

اے دوست میں تمام کا تمام 'تو' ہو گیا ہوں، سچ ہے یہ کوئی مکر جھوٹ ہے نہ مذاق اگر تو خود ہی خود کو صاف باہر نکال لے تو شاید اے محبوب میں تیری جگہ پر ہو جاؤں

چندان ناز است ز عشق تو در سر من تا در غلطم کہ عاشقی تو بر من
تا چند زند وصال تو بر در من یا در سرِ کار تو شود ایں سر من

تیرے عشق سے میرے سر میں اتنا ناز ہے کہ مجھے دھوکا ہوتا ہے کہ تو مجھ پر عاشق ہے، کب تک تیرا وصال میرا دروازہ کھٹکھٹائے، یا میرا سر ہی تیرے کام میں لگ جائے۔

شوریدہ شدہ اے نگار و ہر من و تو پُر شد ز حدیث ما بہ شہر من و تو
چوں قسمت وصل کردہ آمد بہ ازل ہجر آمد و گفت و گوئے بہر من و تو

اے زمانے کے محبوب، ہر من و تو پریشان حال ہو گئے ہو، من و تو کے شہر میں ہماری بات پھیل گئی ہے۔ جب ازل میں وصل کی تقسیم ہو رہی تھی تو ہجر آ گیا اور میری تیری بات کرنے لگ گیا۔

جز گردِ دلم گشت نداند غم تو در بلعجبی ہم بتو ماند غمِ تو

ہر چند بر آتشم بنشاند غم تو غمناک شوم گرم نماند غم تو

اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کہ میرا دل گرد (خاک) ہو گیا ہے اور تیرا غم نہیں جانتا، ہر چند کہ تیرے غم نے مجھے آگ پر ڈال رکھا ہے، اگر تیرا غم نہ ہو تو میں غمگین ہو جاتا ہوں

دل کیست کہ گوہرے فشاند بے تو یا تن کہ بود کہ ملک راند بے تو

واللہ کہ خرد راہ نداند بے تو جاں زہرہ ندارد کہ بماند بے تو

دل کون ہے؟ جو تیرے بغیر موتی بکھیرے یا جسم کون ہوتا ہے کہ تیرے بغیر ملک چلائے، اللہ کی قسم عقل تیرے بغیر راہ نہیں جانتی اور جان کی مجال نہیں کہ تیرے بغیر رہ جائے۔

اے عقل اگر چند شریفی دوں شو وے دل ز دلی بگرد و خوں شوخوں شو

در پردۂ آں نگارروز افزوں شو بے چشم در آ، و بیزباں بیروں شو

اے عقل! اگر تو شریف ہے تو کمینہ ہو جا، اور اے دل! تبدیل ہو کر خون ہو جا خون ہو جا، اس محبوب کے پردے میں ترقی پذیر ہو، اندھا ہو کر اندر آ اور گونگا بن کے باہر نکل جا

گر آب دہی نہال خود کاشتہ ای ور پست کنی بنا خود افراشتہ ای

من بندہ ہمانم کہ تو پنداشتہ ای از دست میفگنم چو برداشتہ ای

اگر تو پانی دے تو پودا بھی تو نے ہی لگایا اگر گرادے تو بنیاد بھی تو نے ہی اٹھائی تھی، میں وہی بندہ ہوں جو تو نے سوچا اب مجھے ہاتھ سے نہ گرا کہ تو نے ہی اٹھایا تھا۔

در عشق تو بے سریم سرگشتہ شدہ وز دست امید ما سر رشتہ شدہ

مانند یکے شمع بہنگام صبوح بگداختہ و سوختہ و کشتہ شدہ

تیرے عشق میں سر کے بغیر ہوں اور پریشان ہو گیا ہوں اور ہم نے امید کی تدبیر ہاتھ سے کھو دی ہے، شمع کی طرح جو صبح کے وقت تک پگھل چکی ہوتی ہے اور جلی ہوئی مردہ!

قصہ چہ کنم حیلت و رنگیم ہمہ　　وز رفتن راہِ راست لنگیم ہمہ
از آز در آویختہ چنگیم ہمہ　　با قسمت قسّام بجنگیم ہمہ

کیا بات کروں تیرے حیلہ اور اپنے تمام رنگ کی کہ ہم سیدھی راہ پر چلنے سے لنگڑے ہو چکے ہیں، حرص و ہوس سے ملی ہوئی مٹھی اور تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر جنگ میں ہیں

تا در رہِ عشق او مجرّد نشوی　　ہر گز ز خودی خویش بیخود نشوی
دنیا ہمہ بند توست بر درگہ او　　در بند قبول باش تا رد نشوی

جب تک اس کے عشق میں اکیلے، ہر چیز سے جدا نہیں ہو جاتے تو اپنے آپ سے بیخود نہیں ہو گے، اس کی بارگاہ میں دنیا تمہارے لئے قید خانہ ہے قید قبول کر لے تاکہ کہیں رد نہ ہو جائے۔

با فاقہ و درد ہمنشینم کردی　　بے خویش و تبار و بے قرینم کردی
ایں مرتبۂ مقربان درِ تست　　آیا بہ چہ خدمت ایں چنینم کردی

مجھے تو نے فاقہ اور درد کے ساتھ ہمنشین کر دیا ہے، اپنے سے اور خاندان سے بے قرینہ کر دیا ہے، یہ مرتبہ تو تیرے مقرب لوگوں کا ہے آخر تو نے یہ کس خدمت کے لئے کیا ہے؟

با دادۂ حق اگر تو راضی باشی　　از ہیچ وئی کے متقاضی باشی
راضی شو و خوش باش کہ یکہفتہ دور　　مستقبلے آید کہ تو ماضی باشی

اگر تو اللہ کے دیئے پر راضی ہو جائے وہ جو بھی دے کس طرح تقاضا کرتا ہے، راضی ہو

جا اور خوش رہ کہ ایک ہفتہ بعد مستقبل آ جائے گا اور تو ماضی ہو جائے گا۔

با خلق میآمیز کہ مغرور شدی   در خلق بمانی و از او دور شوی

با خلق جہان مگو تو رازِ دل خویش   درماں نتوانند و تو رنجور شوی

مخلوق کے ساتھ مل جل نہ جا کہ تو مغرور ہو جائے گا مخلوق میں تو رہے مگر اس سے دور ہو جا، اپنے دل کا راز مخلوق سے بیان نہ کر ان کے پاس تیرا علاج نہیں تو دکھی ہو جائے گا

گشتم بہ ہوس گردِ بد و نیک بسے   حاصل نشد از عمر مرا جز ہوسے

تا میماند ز عمر یارب نفسے   دریاب کہ نیست جز تو فریاد رسے

میں ہوس کی وجہ سے بہت برائی، اچھائی کے پیچھے لگا رہا مگر مجھے عمر بھر ہوس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اے اللہ اگر میری عمر میں کوئی سانس بچا ہے تو مجھے کنارے لگا دے، تیرے بغیر فریاد سننے والا کوئی نہیں۔

بنمای رہے کہ رہ نمایندہ توئی   بکشائے درے کہ در کشایندہ توئی

زنگارِ غماں گرفت دل در بر من   بزد ای دلم کہ دل زوایندہ توئی

مجھے راستہ دکھا کہ راستہ دکھانے والا تو ہے، دروازہ کھول کہ دروازہ کھولنے والا تو ہے میرے پہلو میں دل کو غموں کا زنگار لگ گیا ہے چمکا دے کہ زنگ اتارنے والا تو ہے

نور دلی ار چہ جفت نارم داری   تاج سرے ار چہ خاکسارم داری

چوں دیدہ عزیزی ار چہ خوارم داری   شادم بتو کر چہ سوگوارم داری

دل کا نور اگرچہ تو نے میری آگ کے ساتھ جوڑ دیا ہے، اگرچہ میں عاجز ہوں میرے سر پر تاج رکھ دیا ہے۔ تو مجھے آنکھ کی طرح عزیز ہے مگر مجھے خوار کر رکھا ہے، میں تیرے ساتھ خوش ہوں اگرچہ تو نے مجھے سوگوار اور غمگین کر رکھا ہے

گفتم صنما نگر کہ جانانِ منی   اکنوں کہ ھمی نگہ کنم جانِ منی
ہیجان گردم گر تو ز من بر گردی   اے جان جہاں تو کفر و ایمان منی

اے محبوب دیکھ کہ تو مجھے پیارا ہے اب دیکھتا ہوں تو میری جان ہے، اگر تو مجھ سے پھر جائے تو میں مر جاؤں گا۔ اے جانِ جہاں! تو ہی میرا کفر اور ایمان ہے۔

گر زین دل سوختہ بر آید شررے   در دائرہ ثریٰ نماند اثری
گر پیش تو ام ہست نگارا خطرے   بردار حجابِ ہجر قدر نظرے

اگر اس جلے ہوئے دل سے ایک چنگاری نکل آئے تو ثریٰ کے دائرہ میں کوئی اثر نہ رہے، اے محبوب! اگر میں تیرے سامنے ہوں تو خطرہ ہے ہجر کا پردہ ایک نظر کی مقدار میں اٹھا دے۔

اے ماہ بر آمدی و تاباں گشتی   گردِ فلک خویش خراماں گشتی
چوں دانستی برابر جاں گشتی   ناگاہ فرو شدی و پنہاں گشتی

اے چاند تو نکل آیا اور روشن ہو گیا، اپنے آسمان کے گرد ٹہلنے لگ گیا، جب جان گیا تو جان کے برابر ہو گیا، اچانک ڈوب گیا اور پوشیدہ ہو گیا

تو لالۂ سرخ و لُؤلُؤ مکنونی   من مجنونم، تو لیلیٰ مجنونی
تو مشتریان با بضاعت داری   با مشتریانِ بے بضاعت چونی

تو سرخ لالہ اور چھپا ہوا موتی ہے، میں مجنوں ہوں اور تو مجنوں کی لیلیٰ، تیرے دولت والے خریدار ہیں، بے زر خریداروں کے ساتھ تو کیسا ہے؟

شہری ہمہ بندہ و رہیگاں داری   عالم پر ز آشنایاں داری
من خود چہ کسم چہ آید از خدمت من   تو سوختہ در جہاں فراواں داری

تمام شہری تیرے بندے اور غلام بھی تیرے ہیں، سارے جہان میں تیرے واقف موجود ہیں، میں خود کون اور مجھ سے کیا خدمت ہو سکے کہ دنیا میں جلے ہوئے بہت ہیں

در چشم منی روئے بمن ننمائی و اندر دلی ہیچ بمن ننگرانی

اے جان و دل و دیدہ واے بینائی چوں از دل و دیدہ در کنارم آئی

میری آنکھ میں ہے مگر اپنا دیدار نہیں دیتا، میرے دل میں ہے مگر میری طرف بالکل نہیں دیکھتا اے میری جان، میرے دل، میری آنکھ اور میری بینائی میرے دل اور آنکھ سے کیوں میرے پہلو میں نہیں آتا

اندر دل من بدیں عیانی کہ توئی وز دیدۂ من بدیں نہانی کہ توئی

وصّاف تو را وصف نداند کردن تو خود بصفات خود چنانی کہ توئی

میرے دل میں یوں ظاہر ہے کہ تو ہی ہے اور میری آنکھوں سے یوں ہی اوجھل ہے کہ تو ہی ہے، تیری بہت تعریف کرنے والا تیری تعریف کرنا نہیں جانتا۔ تو خود ہی اپنی صفات میں ایسا ہے کہ تو ہی ہے۔

تا شمع صفت مجرّدی نگزینی در صفۂ جمع اولیاء ننشینی

او نیز درآں ظلمت شب نور نداد تا ترک نکرد صحبت شیرینی

جب تک شمع کی طرح تنہائی اختیار نہیں کرتا، صفہ میں ولیوں کے اجتماع میں نہیں بیٹھتا اُس نے بھی اس رات کی تاریکی میں روشنی نہیں دی جب تک اس نے مٹھاس سے جدائی اختیار نہیں کی (شمع موم سے بنتی ہے، اور موم شہد کے ساتھ ہوتا ہے)

اَبروی تو قبلۂ نمازم باشد یادِ تو گرہ کشای رازم باشد

از ہر دو جہاں بر فلکم گر گوشۂ چشمت بہ نیازم باشد